زیر نگرانی

قائد اہل سنت، وکیل صحابہؓ، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم

بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت، پاکستان

خدّام اہلسنت کی دُعاء

از حضرت مولینا قاضی مظہر حسین صاحب بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان

۲ محرم ۱۳۹۳ھ — ۶ فروری ۱۹۷۳ء

خدایا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے — خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں — رسول اللہ کی سنت کا ہر سو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروں کی صداقت کو — ابوبکرؓ و عمرؓ ۔ عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہلِ بیتؓ سب کی شان سمجھائیں — وہ ازواجِ نبیؐ پاک کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو — تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا — انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں — کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے کُن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل — عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبہ کامل

ہو آئینی تحفظ[1] ملک میں ختم نبوت کو — مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی — رسولِ پاکؐ کی عظمت ۔ محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے — تیری راہ میں ہر اک سُنی مسلمان وقف ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم — ہمیشہ دینِ حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرِ ناداں — تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری غفراں

---

[1] الحمد للہ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دو نو گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحریکِ خدّام اہلِ سُنّۃ والجماعۃ
کا ترجمان
نظامِ خلافتِ راشدہ کا داعی

جلد: ۱ شمارہ: ۵/۶ بدل اشتراک: سالانہ ۵۰ روپے، فی پرچہ: ۱۰ روپے

زیرِ سرپرستی

پیرِ طریقت، وکیلِ صحابہؓ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

بانی و امیر تحریک خدام اہلِ سنت پاکستان

فون: ۲۸۵۸ چکوال

●

مدیرِ مسئول

حکیم حافظ محمد طیب

فون: ۴۱۶۱۰۷ لاہور

●

ذیعقدہ / ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

جون / جولائی ۱۹۸۹ء

●

سالانہ بدلِ اشتراک برائے بیرون ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک رجسٹری

- ریاستہائے متحدہ امریکہ — ۲۳۰/- روپے
- ہانگ کانگ، نائیجیریا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برطانیہ، جنوبی افریقہ، ویسٹ انڈیز، برما، انڈیا، بنگلہ دیش، تھائی لینڈ — ۱۸۰/- روپے
- سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت — ۱۵۰/- روپے

خط و کتابت کا پتہ

دفتر ماہنامہ "حق چار یارؓ" مدینہ بازار، ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۵۸

ایڈیٹر و پبلشر حکیم حافظ محمد طیب نے مطبع افضل شریف پرنٹرز مدو بازار لاہور سے چھپوا کر ماہنامہ حق چار یار ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور سے شائع کیا، فون: ۴۱۶۱۰۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

*

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موتِ الخمینی

ایران میں دَورِ حاضر کے شیعہ انقلاب کے بانی خمینی صاحب حسبِ ضابطہ خداوندی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت ۳ جون ۱۹۸۹ء کو اِس دارِ فانی سے اُس جہاں میں کوچ کر گئے۔ خمینی کی مرض الموت اور موت کے متعلق ملکی روزناموں اور شیعہ جرائد میں جو تفصیلات شائع ہوئی ہیں ان کے اہم اقتباسات حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ اسلامی جمہوریہ ایران اور دُنیا بھر کے شیعہ مسلمانوں کے روحانی پیشوا آیت اللہ روح اللہ خمینی گذشتہ رات انتقال کر گئے۔ وہ کافی دنوں سے علیل تھے۔ ریڈیو تہران کے مطابق ان کی وفات کا ابتدائی اعلان ان کے صاحبزادے احمد خمینی نے کیا۔ ۸۸ سالہ آیت اللہ خمینی کی حالت ۲۳ مئی کے آپریشن کے بعد بگڑنا شروع ہو گئی تھی کیونکہ خون بند نہیں ہو رہا تھا۔ احمد خمینی کے مطابق آیت اللہ خمینی کی میت ہسپتال سے تہران کے نواح میں واقع اُن کے آبائی قصبہ جمران لے جائی گئی جہاں تدفین کی رسومات ادا ہوں گی۔"

(نوائے وقت راولپنڈی ۵ جون ۱۹۸۹ء)

۲۔ واضح رہے کہ گیارہ روز قبل امام خمینی کی انتڑیوں کے جریانِ خون کا آپریشن کیا گیا تھا حالانکہ اس بات کا اندیشہ تھا کہ زیادہ عمر کے باعث آپریشن میں پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ پانچ روز قبل ان کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ انہیں دل کا معمولی مسئلہ درپیش ہے لیکن ان کے ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ ان کی صحت بہتر ہو رہی ہے اور وہ بہت جلد مکمل طور پر صحت یاب ہو جائیں گے۔ ایرانی عوام سے ہفتہ کی رات کہا گیا تھا کہ وہ آپریشن کے بعد سے پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کے باعث امام خمینی کی صحت یابی کے لیے دعا کریں۔

ایران میں پانچ دن کے لیے کاروبارِ زندگی معطل کردیا گیا ہے اور مذہبی رہنما کے لیے ملک میں چالیس دن کے سوگ کا اعلان کیا گیا ہے۔

۳۔ ایران کے مذہبی پیشوا ..... خمینی ہفتہ کی شب انتقال کرگئے۔ اس کا اعلان آج صبح ساڑھے سات بجے سرکاری طور پر کیا گیا۔ وہ کافی عرصے سے معدے کی تکلیف میں مبتلا تھے جس کے باعث ان کو خون آنے لگا تھا۔ جریانِ خون کو روکنے کے لیے ان کا ۲۳ رمئی کو آپریشن بھی کیا گیا لیکن ان کی حالت سنبھل نہ سکی الخ (نوائے وقت لاہور ۵ رجون ۱۹۸۹ء)

۴۔ آقائے خمینی کے انتقال پر پاکستان میں دس روز تک سوگ منانے کا اعلان۔ ملک بھر میں تمام سرکاری عمارتوں پر اور بیرون ملک پاکستانی سفارت خانوں پر قومی پرچم سرنگوں رہے گا۔ (مرکز اسلام آباد ۵ رجون ۱۹۸۹ء)

۵۔ ایران کے مرحوم روحانی پیشوا آیت اللہ روح اللہ خمینی کی صاحبزادی زہراء مصطفوی نے بتایا ہے کہ ۲۳ رمئی کے آپریشن کے بعد آیت اللہ خمینی کو یکے بعد دیگرے پانچ دورے پڑے۔ آیت اللہ خمینی کی صاحبزادی نے تہران میں واشنگٹن پوسٹ اور جاپان کے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے تصدیق کی کہ آیت اللہ خمینی نے اپنے گھر کے پاس ایک چھوٹے سے کلینک میں وفات پائی۔ انہوں نے بتایا کہ امام خمینی چاہتے تھے کہ ان کی زندگی میں ان کی اولاد میں سے کوئی سرکاری عہدہ حاصل کرے۔

اخبار کا کہنا ہے کہ زہراء مصطفوی نے وزارتِ خارجہ کے ایک عہدیدار کی موجودگی میں غیر ملکی صحافیوں کے سوالوں کے جواب دیے۔ زہراء نے بتایا کہ جن دنوں جانشینی کا معاملہ زیرِ بحث تھا آیت اللہ خمینی نے دوپہر کے کھانے کے وقت بے بسی سے کہا کہ میں تو ایک چمچہ بھی نہیں اٹھا سکتا۔ خاتون کے بیان کے مطابق ۱۸ مئی کو امام خمینی نے ڈاکٹر کو بتایا کہ انہیں معدے کی تکلیف ہے جس پر ٹیسٹ شروع ہوگئے اور پتہ چلا کہ آیت اللہ کو معدے کا سرطان ہے۔ چنانچہ سرجری ضروری ہوگئی۔ زہراء نے بتایا کہ آپریشن کے لیے اپنا چھوٹا سا گھر چھوڑنے سے پہلے انہوں نے اپنی اہلیہ خدیجہ کو بتایا کہ میں آپریشن کے لیے جا رہا ہوں اور کبھی واپس نہیں آؤں گا۔

واشنگٹن کی رپورٹ کے مطابق زہراء کو یقین کے ساتھ معلوم نہیں تھا کہ آپریشن کامیاب رہا لیکن بعد کے دنوں میں جلد ہی یہ بات واضح ہو گئی کہ دل کی کمزوری ان کی صحت کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ ان کو دس دنوں کے اندر دل کے پانچ دورے پڑے اور تین بجے سہ پہر کو دل کا آخری دورہ پڑا۔ زہراء کے بیان کے مطابق ان کے والد کی زندگی چار بجے شام ختم ہو گئی تھی لیکن ڈاکٹروں نے مصنوعی ذرائع سے انہیں رات گئے تک زندہ رکھا اور خمینی کے دل کو سہارا دینے کے لیے سرِشام ایک اور آپریشن کیا گیا اور بقول زہراء ایک نالی گردہ سے دل کی شریانوں تک پہنچائی گئی۔ اس وقت تک میرے والد کو سرطان کا پتہ نہیں تھا اور وہ مزید آپریشن کی مخالفت کر رہی تھیں۔ اس آپریشن کے بعد ڈاکٹر نے یہ کہہ کر آیت اللہ کو بیدار کرنے کی کوشش کی کہ نماز کا وقت ہے۔ جس پر آیت اللہ خمینی نے ہاتھوں کو جنبش دی اور یوں محسوس ہوا جیسے وہ نماز پڑھ رہے ہوں۔ اور اسی حالت میں وہ خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ (ہفت روزہ شیعہ لاہور ۱۶ جون ۱۹۸۹ء)

جانشینِ خمینی

صدر خامنہ ای کو امام خمینی کا جانشین منتخب کر لیا گیا۔ انتخاب ایران کی ۲۲۰ رکنی مجلس خبرگان کے اجلاس میں عمل میں آیا۔ خامنہ ای امام خمینی کے دستِ راست رہے ہیں۔ ان پر مسجد ابوذر میں قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ خامنہ ای ۱۳۱۸ ھجری (۱۹۳۹ء) میں خراسان کے دارالخلافہ مشہد مقدس کے ایک دینی اور علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہوں نے قم کے دینی مدارس میں بھی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۵۷ء میں آپ نجف اشرف عراق گئے۔ کچھ عرصہ بعد واپس آئے۔ ۵۸ء میں آپ نے آیت اللہ بروجردی امام خمینی۔ آیت اللہ حائری اور آیت اللہ میلانی سے کسبِ فیض کیا۔ کچھ عرصہ قم میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۶۲ء میں امام خمینی کی تحریک کے ساتھ سیاسی میدان میں آ گئے۔ امام خمینی نے ایک بار ان کے بارے میں کہا تھا کہ خامنہ ای کو میں نے تربیت دی ہے۔ ۱۹۶۳ء میں گرفتار ہوئے۔ رہائی کے بعد زاہدان جاتے ہوئے پھر گرفتار ہوئے۔ اس کے بعد خفیہ اسلامی اور سیاسی تنظیم کے قیام کا راز فاش ہونے کے بعد گرفتار ہوئے لیکن بعد ازاں فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے اور اپنی جدوجہد اور اسلامی سرگرمیوں کو درسگاہوں اور یونیورسٹیوں میں پھیلانا شروع کیا۔ ۱۹۶۹ء میں مسلح جدوجہد میں حصہ لینے کی وجہ سے حکومت کی کڑی نگاہ کی زد میں آئے۔

۱۹۷۱ء میں انہیں دوبارہ قید کر لیا گیا۔ رہائی کے بعد اپنے افکار کے پرچار کے لیے خفیہ اجلاسوں کا اجرا کیا۔ ۱۹۷۵ء میں قید سے آزاد ہو کر تقابل ادیان کا درس دینے لگے۔ ۱۹۷۷ء میں مجاہد علماء کے تعاون سے مجاہد علماء کی تنظیم (جامعہ روحانیت مبارز) قائم کیا۔ اس جرم میں ایرانی بلوچستان کے پسماندہ شہر ایرانشہر بدر کر دیا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں انقلاب کی کامیابی کے بعد نائب وزیر دفاع مقرر ہوئے۔ سپاہ پاسداران انقلاب کی سرپرستی قبول کی اور تہران کے امام جمعہ منتخب ہوئے۔ امام خمینی نے انہیں اعلیٰ دفاعی کونسل کا رکن نامزد کیا۔ ۱۹۸۱ء میں عراق نے جب ایران پر حملہ کیا تو آپ نے محاذِ جنگ پر سپاہیوں کے ساتھ عملاً حصہ لیا اور پہلی مرتبہ صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۸۲ء میں مسجد ابوذر میں انقلاب کے مخالفین نے ان پر محراب میں حملہ کیا تو ان کا دایاں بازو ناکارہ ہو گیا۔

۱۹۸۵ء میں ایرانی عوام نے ۱۷ ملین سے زیادہ ووٹ دے کر دوبارہ صدر منتخب کیا۔ فروری ۱۹۸۶ء میں آپ نے پاکستان کا دورہ کیا۔" (شیعہ ہفت روزہ صادق لاہور ۸/۱۴ جون ۱۹۸۹ء، ہفت روزہ اسد لاہور ۱/۲ جون ۱۹۸۹ء)

خمینی کی وصیّت

آیت اللہ خمینی کی وفات کی خبر سب سے پہلے مرحوم کے بیٹے احمد خمینی نے خبر رساں اداروں کو فراہم کی۔ انہوں نے بعد میں ایرانی مجلس خبرگان (ماہرین کی مجلس) کے اجلاس میں آیت اللہ خمینی مرحوم کی وصیت پڑھ کر سنائی۔ یہ وصیت انہوں نے ابتدا میں ۱۹۸۲ء میں تحریر کی تھی لیکن بعد ازاں دسمبر ۱۹۸۷ء میں اس پر نظر ثانی کر دی گئی۔ وصیت کے مندرجات کو ابھی تک عام نہیں کیا گیا۔ اس وصیّت کے بارے میں ضروری تھا کہ اسے آیت اللہ خمینی کے انتقال کے بعد کھولا جائے۔ توقع ہے کہ وصیت میں مختلف پہلوؤں پر ملت کے لیے رہنمائی موجود ہو گی۔"

(ایضاً ہفت روزہ صادق ۸/۱۴ جون ۱۹۸۹ء)

۲۔ دوسرے روزناموں میں بھی خمینی کے وصیت نامے کے مختلف اجزاء شامل کیے گئے ہیں لیکن جنگ راولپنڈی یکم جولائی ۱۹۸۹ء میں عابد عسکری کا ایک مضمون " امام خمینی کی تاریخی وصیت۔ ایک تجزیہ شائع ہوا ہے جس میں تفصیلات ہیں۔ چنانچہ عابد عسکری لکھتے ہیں:

"تاریخِ اسلام کے مایہ ناز سپوت امام خمینی کی آخری وصیت کی ایک کاپی میرے

میرے سامنے پڑی ہے۔ اس کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بہر صورت تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ وصیت امام کی باکردار اور مجاہدانہ زندگی کا نچوڑ اور ماحصل ہے۔ یہ ۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ ایرانی دانشوروں نے اس کا نام "صحیفۂ انقلاب" تجویز کیا ہے۔ آپ نے یہ وصیت چند سال پہلے لکھی تھی۔ اس کی ایک کاپی امام رضاؑ کے روضے پر بھجوا دی گئی تھی اور دوسری اپنے پاس رکھی تھی اور حکم دیا تھا کہ اس وصیت کو ان کی وفات کے بعد پڑھا جائے۔ چنانچہ حسبِ وصیت اس دستاویز کو محفوظ کر لیا گیا تھا۔ قدرت کے نہ ٹلنے والے قانون کے تحت ۴ جون ۸۹ء کی صبح صادق کو امام نے انتقال فرمایا اور یونہی یہ علم و عمل اور حق و صداقت کا چاند ابدیت کی پرسکون بدلیوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھپ گیا اور اپنی اس وصیت کے ساتھ ساتھ بے شمار تربیت یافتہ صالح شاگرد دل اور لاتعداد جاں نثاروں کو اسلام و قرآن کی خدمت کے لیے چھوڑ گیا۔ امام کی وفات کے دس گھنٹے بعد یہ وصیت کھولی گئی کیونکہ امام نے وصیت کے آخر میں تحریر فرمایا تھا کہ میرے انتقال کے بعد اس وصیت کو (میرے فرزند) عوام کو پڑھ کر سنائیں بصورتِ مجبوری صدر مملکت یا مجلسِ شوریٰ کے سربراہ چیف جسٹس یا مجلس خبرگان کے ممبران میں سے کوئی ایک فقیہ میری وصیت کو پڑھنے کی زحمت گوارا کرے۔ چونکہ حجۃ الاسلام سید احمد خمینی اپنے شفیق اور جلیل القدر باپ کی المناک موت کے صدمہ پر نڈھال تھے اور انہیں کچھ کہنے اور بولنے کی سکت نہ تھی، اس لیے حسبِ وصیت ان کے ہونے والے جانشین آیت اللہ سید علی خامنہ ای نے وصیت کو کھولا اور لڑکھڑاتی ہوئی زبان اور روتے ہوئے دل کے ساتھ وصیت کو شروع کیا۔ اس وقت فقہاء کمیٹی کے تمام ماہرین موجود تھے۔ وصیت پڑھنے سے پہلے صدر محترم اور حاضرین دھاڑیں مار مار کر روتے رہے۔ اس رقت آمیز منظر کو براہِ راست ٹی وی پہ دکھایا جا رہا تھا۔ تین مرحلوں میں یہ وصیت تمام ہوئی۔ آپ وصیت حمد و ثنا سے شروع کرتے ہیں۔ بعد ازاں آپ اسلامی نظریہ کی بلندی اور ایمانی عقیدہ کی پاکیزگی پر اظہارِ اطمینان کرتے ہیں۔ آپ بسم اللہ کے بعد پیغمبرِ اسلام کی حدیث ثقلین کو نقل کرتے ہیں جن سے ان کا مقصد یہ ہے کہ قرآن و اہل بیت ہماری نجات کا واحد راستہ ہیں۔ امام کی نظر میں قرآن کی مظلومیت یہ ہے کہ اب تک اسے قبرستانوں اور مقبروں اور مذہبی آستانوں میں رکھا گیا۔ امام اسے دشمنانِ اسلام کی سازش قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتے کہ دنیا کے کونے میں ایک فرد بھی اسلام کا نام لے۔ آپ نے اپنی

وصیت میں درباری مولویوں اور سرکاری علماء کی مذمت کی ہے اور اُمتِ مسلمہ کو تاکید کی ہے کہ وہ خود نما علماء سے بچیں کیونکہ اس سے معاشرے میں امن قائم رہے گا اور انسانی افکار ہر قسم کے خلفشار سے محفوظ رہیں گے۔ انہوں نے اس بات پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے کہ حکومتیں خود کو ظاہر تو اسلامی کرتی ہیں۔ قرآن کو رنگین اور اعلیٰ کاغذات پر شائع کرتے ہیں جیسا کہ محمد رضا پہلوی کرتا تھا۔ اسے قرآن سے محبت نہ تھی بلکہ وہ اس سے سیدھے سادے مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہتا تھا اور دریردہ خود یورپ کے نظریات پھیلا رہا تھا۔ وصیت کے ضمن میں انہوں نے فخریہ طور پر تحریر کیا ہے کہ ہمارے عوام اسلام و قرآن پر پوری طرح سے عمل پیرا ہیں اور انہوں نے خود کو اتحاد و یگانگت کے پلیٹ فارم پر منظم کیا ہوا ہے۔ پھر یہاں پر قرآن کو قبرستانوں اور مذہبی آستانوں تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ حکومت سے لے کر گھر کی چار دیواری تک قرآن سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ امام نے اس دین پر فخر محسوس کیا ہے جس کی بنیاد رسولِ خدا نے رکھی ہے۔ انہوں نے نہج البلاغۃ کو جو حضرت علی علیہ السلام کا کلام ہے بڑی اہمیت دی ہے اور اسے انسان کے مادی رُوحانی مسائل کا واحد حل قرار دیا ہے۔ آپ نے اس نہج اور اس راستہ کو موردِ تحسین قرار دیا اور کہا کہ قرآن کی روشنی میں ہم نے حکومتِ عدل تشکیل دی ہے اور ہماری حکومت کا اولیں مقصد حق کی حمایت اور باطل کی مخالفت ہے۔ آپ نے اپنی ملت کے جوانوں، بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کی اسلامی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے عوام اقتصادی، فوجی، تعلیمی غرضیکہ تمام شعبوں میں ایک دوسرے کے ساتھ کام کرتے رہے ہیں اور آئندہ کے لیے آپس میں مل جل کر رہنے کی تاکید کی ہے۔ آپ نے اپنی وصیت میں اسرائیل اور صیہونیت کی سخت مخالفت کی ہے اور انہیں پیغمبرِ اسلام اور دینِ مصطفوی کا سب سے بڑا دشمن قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کو ان کی سازشوں، شورشوں اور شرانگیزیوں سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ انہوں نے عالمِ اسلام بالخصوص ایرانی عوام سے بھرپور اپیل کی ہے کہ نمازِ جمعہ اور نمازِ جماعت سے سیاسی اور [illegible] مقاصد حاصل کریں کیونکہ نمازِ جمعہ ہی کی بدولت اسلامی جمہوریہ ایران کو استحکام ملا ہے۔ امام نے اپنی وصیت میں ہر غدار اور خائن سے نہایت ہی نفرت کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے زور دے کر فرمایا کہ میری وصیت فقط ایرانیوں کے لیے نہیں بلکہ پورے عالمِ اسلام اور دنیا کے مظلوموں کے

لیے ہے۔ وصیت کے پہلے حصّے میں ملّت اسلامیہ کے حق میں دُعا فرمائی ہے۔

وصیت کا دوسرا حصہ بسم اللہ سے شروع کیا اور بارگاہِ الٰہی میں خود کو ایک ادنیٰ سا طالبعلم کہا ہے اور اپنی وصیت میں یہ بھی تحریر کیا ہے کہ اس سے موجودہ اور آنے والی نسلیں فائدہ حاصل کر سکتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ انقلاب اعجازِ خداوندی ہے کہ حریّت پسندوں کی ندائے حق اور مسلمانوں کے نعرۂ تکبیر سے شیطانی قوتوں کے عزائم دھرے کے دھرے رہ گئے۔ بلاشبہ یہ اسلامی تحریک خدا کی بزرگ ترین نعمتوں میں سے ایک ہے۔ آپ نے عدالت کو بھی بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ اسلامی عدالتوں کے جج صاحبان پر زور دیا ہے کہ وہ عوام کو جلد اور سستا انصاف فراہم کریں اور تمام فیصلے قرآن وسنّت کے مطابق کیے جائیں۔ آپ نے اپنی وصیت میں کھلے دل سے یہ اظہار کیا ہے کہ میں دارِ دنیا سے بڑے اطمینان وسکون سے جا رہا ہوں۔ میرا دل میرا ضمیر ہر لحاظ سے مطمئن ہیں۔ میں نے ساری زندگی اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں گزار دی ہے اور اب ابدی سفر کی طرف جا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری ادنیٰ سی خدمات کو قبول فرمائے گا اور میں آپ کی نیک دعاؤں کا طالب ہوں۔ ہاں اگر اس راستے میں مجھ سے کچھ کمی ہوئی ہو تو درگذر کر دینا۔ مجھے امید ہے کہ اس خدمت گار کے جانے سے ملّت کی آہنی دیواروں میں خلل واقع نہ ہوگا کیونکہ ملک میں اچھے اچھے لوگ خدمت کرنے کے لیے موجود ہیں۔ آخر ایرانی عوام اور مظلومانہ عالم کو خدا کے سپرد کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئے۔ خدا حافظ اور الوداع۔

(جنگ راولپنڈی یکم جولائی ۱۹۸۹ء)

المنتظری کا حشر

یہ ملحوظ رہے کہ زندگی میں خمینی نے اپنا جانشین آیت اللہ المنتظری کو نامزد کر دیا تھا لیکن پھر ان کو معزول کر دیا تھا۔ چنانچہ ہفت روزہ شیعہ لاہور میں "امام خمینی کے حالاتِ زندگی" کے تحت لکھا ہے کہ "مارچ ۱۹۸۹ء میں انہوں نے اپنے نامزد جانشین آیت اللہ حسین علی المنتظری کو استعفار دینے پر مجبور کر دیا اور کہا کہ جس شخص کو وہ اپنا زندگی کا حاصل سمجھتے تھے وہ سیاسی لیڈرشپ کے لیے موزوں نہیں ان کے اس اقدام سے خلا سا پیدا ہو گیا مگر امام خمینی اسی پر زور دیتے رہے کہ یہ سب اسلام کے بہترین مفاد میں ہے۔ انہوں نے نئے جانشین کے انتخاب کے لیے آئین میں جو ترامیم کرنے کا حکم دیا

تھا ان پر ابھی تک بحث ہو رہی ہے۔ الخ (ہفت روزہ شیعہ لاہور یکم تا ۸ رجون ۱۹۸۹ء)

مشرق کی رپورٹ

روزنامہ مشرق میں وصیت کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ۔ تہران ریڈیو نے کل امام خمینی کی وصیت نشر کر دی ہے۔ اس وصیت میں شاہ فہد سمیت عرب لیڈروں پر سخت تنقید کی گئی ہے۔ وصیت امام خمینی مرحوم کے جانشین علی خامنہ ای نے پڑھ کر سنائی۔ بی بی سی کے مطابق وصیت میں خصوصیت کے ساتھ یہ بات کہی گئی ہے کہ سعودی عرب۔ کے شاہ فہد نے عالمی طاقتوں کی خدمت کے لیے اسلامی روپیہ ضائع کیا ہے۔ امام خمینی نے اپنی وصیّت میں شاہ فہد کے علاوہ اردن کے شاہ حسین، مراکش کے شاہ حسن، عراق کے صدر صدام حسین کے خلاف بھی سخت الفاظ استعمال کیے ہیں۔ انہوں نے اپنے شیعہ ہونے پر فخر کا اظہار کیا۔ اپنی وصیّت میں امام خمینی مرحوم نے امریکہ اور روس پر کڑی تنقید کرتے ہوئے انہیں شیطانِ اعظم اور مذہبی ملکوں کو بے دین قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کو ان سے خبردار رہنے پر زور دیا ہے۔ الخ (روزنامہ مشرق لاہور ۷ رجون ۱۹۸۹ء)

میّت خمینی پر کیا گزری

اخبارات میں خمینی صاحب کی تجہیز و تکفین کے متعلق جو تفصیلات شائع ہوئی ہیں وہ روزنامہ مشرق لاہور کے حوالہ سے درج ذیل ہیں۔ مشرق نے بعنوان" زبردست ہجوم کے باعث امام خمینی کا تابوت زمین پر گر گیا۔ لوگوں نے کفن ٹکڑے ٹکڑے کر دیا" لکھا ہے کہ: تہران ۷ر جون۔ امام خمینی کا جسد خاکی آج بہشت زہرا لے جانے کے بعد ماتمی عوام کے زبردست ہجوم کے باعث زمین پر گر گیا۔ اور ان کا کفن ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ایران کی خبر رساں ایجنسی" ارنا" نے بتایا ہے کہ امام خمینی کا جسد خاکی جو ایک ہیلی کاپٹر میں رکھ کر مصلی بزرگ سے بہشت زہراء لایا گیا تھا ہیلی کاپٹر سے اتار کر اس جگہ لے جایا جا رہا تھا جہاں ان کو دفن کیا جانا مقصود ہے لیکن زبردست ہجوم کی وجہ سے جو امام کے جنازے کو ہاتھ لگانے کے لیے بے چین تھا۔ تابوت کو اٹھانے والے خود پر قابو نہ رکھ سکے اور امام کا تابوت زمین پر گر گیا۔" ارنا" کے لوگ امام کے کفن کو متبرک سمجھتے ہیں۔ اس لیے بہت سے لوگوں نے کھلے تابوت میں ہاتھ ڈال کر کفن باہر کھینچا اور مختلف لوگوں نے اس کو چیر پھاڑ کر کفن کے ٹکڑے اپنے قبضے میں کر لیے۔ اس طرح امام کا جسد خاکی تابوت سے نکل کر زمین پر گر گیا۔

اس پر امام کا جسدِ خاکی ایک ایمبولینس میں رکھا گیا اور واپس ہیلی کاپٹر تک لے جایا گیا۔ امام کا جسد خاکی ہیلی کاپٹر کے اندر رکھا گیا۔ ابھی یہ پوری طرح ہیلی کاپٹر کے کیبن میں بھی نہیں رکھا گیا تھا کہ ہیلی کاپٹر اوپر اٹھ گیا۔ یہ ہیلی کاپٹر امام خمینی مرحوم کے گھر جمران میں چلا گیا جو تہران کے باہر شمال میں واقع ہے۔ اس کے بعد ہیلی کاپٹر ایک بار پھر امام کے تابوت کو لے کر بہشت زہرا کی طرف آیا۔ اس جگہ زبردست ہجوم کے باعث امام کی میت کو مقرّرہ جگہ تک لے جانے میں شدید مشکل درپیش ہے۔ اے ایف پی کے مطابق تہران میں لاکھوں افراد امام خمینی کے جنازے میں شرکت کے لیے جمع ہیں۔ پورا شہر لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ ہر شخص کی کوشش ہے کہ وہ جنازہ کے قریب پہنچ کر اسے ہاتھ سے چھو سکے۔ اس افراتفری میں متعدد افراد پاؤں تلے کچل کر ہلاک بھی ہو چکے ہیں۔ آج صبح لاکھوں افراد مصلی بزرگ کے مقام پر جمع ہو گئے جہاں اکثر نماز ادا کی جاتی ہے۔ یہ جگہ جو ایک کھلا میدان ہے تہران کے شمال میں واقع ہے۔ اس گراؤنڈ میں صبح سے ہی ہجوم جمع تھا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ یہاں امام خمینی کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی لیکن بعد میں تدفین ملتوی کرنے کا فیصلہ کر دیا گیا۔

ایرانی ٹی وی نے جنازہ کے جلوس اور بہشت زہرا کے آس پاس لاکھوں افراد کے ہجوم کے بعض مناظر بھی دکھلائے۔ ہیلی کاپٹر کو بڑی مشکل سے بہشت زہرا کے قریب اتارا گیا لیکن جلد لوگوں نے ہیلی کاپٹر کو گھیرے میں لے لیا۔ ہیلی کاپٹر سے میّت کو اتار کر ایمبولینس میں رکھا جا رہا تھا جب ہجوم ٹوٹ پڑا اور امام کا تابوت نیچے گر گیا۔ لوگوں نے امام کا کفن اور اس کے اوپر پڑا ہوا ایرانی پرچم پھاڑ ڈالا امام کا جسدِ خاکی زمین پر گر گیا جسے اٹھا کر دوبارہ ہیلی کاپٹر میں رکھا گیا اور ہیلی کاپٹر واپس مرحوم کے گھر کی طرف چلا گیا۔ امام خمینی کے فرزند احمد خمینی میت کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں موجود تھے۔ شام سے قبل ملنے والی اطلاع کے مطابق سیکورٹی فورسز نے بڑی جدوجہد کے بعد بہشت زہرا کے آس پاس کا علاقہ خالی کرا لیا ہے۔ اب اس امر کا امکان پیدا ہو گیا ہے کہ آیت اللہ روح اللہ خمینی کو آج رات کسی وقت سپردِ خاک کر دیا جائے گا۔

(روزنامہ مشرق لاہور، ۷ جون ۱۹۸۹ء، مطابق ۲ ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ)

خوشخبری۔ ایک

خمینی کو امام زمانہ کا تعاون حاصل تھا۔ خمینی کو اپنے شیعہ ہونے پر فخر تھا

شیعہ عالم مولوی سخاوت حسین سندرالوی نے اپنی تقریر میں کہا کہ :۔ امام خمینی نے اپنی زندگی الہام الٰہی کے بل بوتے پر گزاری۔ اگر ان کو امام زمانہ (یعنی امام مہدی) کا تعاون حاصل نہ ہوتا تو وہ اتنی بڑی کامیابی کیسے حاصل کر سکتے۔ انہوں نے ہمیشہ اہل بیت کے احسانات کا تذکرہ کیا۔ وہ امریکہ و روس اور دیگر سپر طاقتوں کے مقابلہ میں ڈٹ گئے۔ انہیں ایک شیعہ مسلمان ہونے پر فخر تھا۔ وہ سنی شیعہ اتحاد کے خواہاں تھے۔"

(ہفت روزہ صادق لاہور ۲۴ رجون ۱۹۸۹ء)

۲۔ جناب اختر کاشمیری کی کتاب "آتشکدۂ ایران" کے جواب میں آغا مبین سرحدی پرنسپل درس آل محمد فیصل آباد نے اس الزام کے جواب میں کہ "خمینی خود امام مہدی ہونے کا اعلان کر سکتے ہیں" نے لکھا ہے کہ : امام مہدی ہونے کے اعلان کے بارے میں نائب امام زمانہ آیت اللہ خمینی مدظلہ العالی کی یہ وضاحت ہی کافی ہے کہ : ما آنچہ داریم از امام زمان است و آنچہ من دارم از امام زمان ہست (رہبر عالم ص۳) کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی طرف سے ہے اور میرے پاس جو کچھ ہے وہ بھی سب ان ہی کی جانب سے ہے اور ہم نے انقلاب میں جو کامیابی حاصل کی ہے وہ بھی سب انہی کی طرف سے ہے۔" اور انٹرنیشنل لیبر ڈے کے موقع پر آپ نے مزدوروں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ "میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر اعتماد سے اس قوم کے حاکم غائب یعنی ہمارے عہد کے امام غائب (اللہ ان کے ظہور میں جلدی کرے) کی مدد سے آپ لوگ یقیناً اس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے۔"

(تہران ٹائم مجریہ یکم مئی ۱۹۸۲) (ماخوذ از روزنامہ تجارتی رہبر فیصل آباد ۸ رجون ۱۹۸۹ء)

۳۔ امام زمانہ کے حضور میں تعزیت پیش کرتے ہوئے ہفت روزہ صادق لکھتا ہے : ان کے عظیم فرزند ملت اسلامیہ کے مایہ ناز سپوت امام خمینی اعلی اللہ مقامہ کی رحلت پر ہم تعزیت پیش کرتے ہوئے التجا کرتے ہیں کہ مولا! انتظار کی گھڑیاں طویل ہو گئی ہیں۔ آج عالم انسانیت سوگوار ہے اور آپ کے فرزند عظیم کی جدائی کا صدمہ کس طرح برداشت کریں۔ اب زمانہ آپ کا منتظر ہے۔

(ہفت روزہ صادق لاہور ۱۶/۶ جون ۱۹۸۹ء)

۴۔ مودودی جماعتِ اسلامی کے نقیب ہفت روزہ 'ایشیا' میں بعنوان "عظیم لیڈر کی رحلت" خمینی صاحب کے حالاتِ زندگی لکھے ہیں۔ اسی سلسلے میں ان کی وصیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: آیت اللہ خمینی بڑے مضبوط ارادے کے مالک تھے۔ وہ قدم پیچھے ہٹانا نہیں جانتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی وصیت کھولی گئی تو اس میں انہوں نے اپنے عقائد کا اظہار کیا جس کا انہوں نے اوّل روز اعلان کیا تھا۔ انہوں نے عرب حکمرانوں پر بالعموم اور سعودی حکومت پر بالخصوص سخت تنقید کی تھی۔ پھر کہا۔ مجھے اپنے شیعہ مسلمان ہونے پر فخر ہے"۔

(ہفت روزہ ایشیا لاہور صفہ ۱۳ ۲۵ جون ۱۹۸۹ء)

۵۔ ہفت روزہ شیعہ لاہور بعنوان "قوم یتیم ہوگئی" توقع ہے کہ ان کے جانشین آقائے خامنہ ای صدر ایران اپنے فرائض سنبھالیں گے اور ان کا صحیح جانشین بن کر دکھائیں گے۔ اس وقت ایران کو اندرونی اور بیرونی مخالفوں کا سامنا ہے۔ ضرورت ہے کہ بڑی دانشمندی سے اس کا مقابلہ کیا جائے گا۔ گذشتہ دس سال میں امام خمینی نے اسلام اور شیعیت کا جو نام بلند کیا ہے اسے برقرار رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نصرت و کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

(ہفت روزہ شیعہ لاہور یکم تا ۸ جون ۱۹۸۹ء)

قبر خمینی خانۂ کعبہ کی شکل میں

ہفت روزہ آواز کراچی ۱۶ تا ۲۲ جون ۱۹۸۹ء میں خمینی کے مقبرہ کا فوٹو شائع ہوا ہے جو خانۂ کعبہ کی شکل کا ہے۔ تعمیر مقبرہ کے سلسلے میں لکھا ہے کہ: ایران نے آیت اللہ روح اللہ خمینی کی قبر کے گرد بحری جہازوں میں استعمال ہونے والے کنٹینرز رکھ کر ایک دیوار سی بنا دی ہے جو سطح زمین سے خانۂ کعبہ کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ قبر پر ہزاروں سوگواروں کا ہجوم بدستور موجود ہے۔ جنوبی تہران کے بہشت زہراء قبرستان میں امام خمینی کی قبر کے گرد نصب کیے گئے کنٹینرز پر سیاہ رنگ کیا گیا ہے منگل کو امام خمینی کو یہاں دفن کیا گیا تھا۔ اس کے بعد سے سینہ اور سر کوبی کرتے ہوئے غم و دکھ میں ڈوبے ہوئے ایرانیوں کا قبر پر تانتا بندھا ہوا ہے —— قبر کے چاروں طرف کنٹینروں کی ۱۲ فٹ اونچی دیوار کھڑی کر دی گئی ہے۔ اندرونی کنٹینرز کے ارد گرد چھوٹے کنٹینرز نصب کیے گئے ہیں جس

طرح خانہ کعبہ کا ڈھانچہ ہے جس کے گرد مسلمان طواف کرتے ہیں ——— ایک مذہبی رہنما سعید احمد جعفری نے کہا۔ یہ کعبہ نہیں ہے۔ کعبہ خدا تعالیٰ کے لیے ہے لیکن یہ امام خمینی کی قبر کعبہ کی طرح ہے کیونکہ امام خمینی آلِ رسول میں سے ہیں الخ۔

(۲) ہفت روزہ تکبیر کراچی ۲۹ جون ۱۹۸۹ء ص ۲۸ پر بھی قبر خمینی کا فوٹو دیا گیا ہے جو خانہ کعبہ کی شکل پر ہے۔ اس کے نیچے لکھا ہے، تہران میں خانہ کعبہ کی طرز پر بنائے جانے والے آیت اللہ خمینی مرحوم کے مقبرے کے گرد ان کے عقیدتمندوں کا ہجوم۔

جریدۃ المسلمون مکہ معظمہ کے جریدۃ المسلمون ۱۶ جون ۱۹۸۹ء میں بھی قبر خمینی کا عکس شائع ہوا ہے اور اس کے متعلق بعنوان "الخمینی فتنۃ حیاً ومیتاً" جو عربی میں تبصرہ لکھا ہے۔ اس کا خلاصۂ ترجمہ حسبِ ذیل ہے: (خمینی اپنے تابعداروں کے لیے زندگی اور موت دونوں میں فتنہ ہے) خمینی کی قبر زیارت گاہ ہے جس سے انوارِ الٰہیہ پھیل رہے ہیں (علی ہاشمی رفسنجانی)۔ خمینی کا خلاء پُر نہیں ہوسکتا (خامنائی)۔ اخبار المسلمون نے ایرانی ذرائع ابلاغ کے حوالے سے لکھا ہے کہ خمینی کے تابعداروں نے اس کی میتات پر جو غلو کیا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خمینی ان کے لیے زندگی اور موت دونوں میں باعثِ فتنہ ہے۔ انہوں نے اس کی قبر کو مقامات مقدسہ (حرمین شریفین۔ مسجد اقصیٰ) کا درجہ دے رکھا ہے اور اس کی قبر کے ارد گرد مربع شکل کی ایک عمارت بنائی گئی ہے جو کعبہ شریف کے بالکل مشابہ ہے اور ایرانی دور دراز سے سفر کر کے اس کی زیارت کے لیے وفدوں کی شکل میں آتے ہیں اور اس کو اس طرح چھوتے ہیں جیسا کہ کعبہ شریف کو احترام کے ساتھ چھوا جاتا ہے۔ اگر چھونے کی نوبت نہ آئے تو اپنے رومال اس کے ساتھ لگا کر بطور تبرک لے جاتے ہیں اور اس کی قبر پر اس کے بیٹے احمد خمینی تبرکات جمع کرنے کے لیے ایک صندوقچہ رکھوا دیا ہے تاکہ ان کے ساتھ قُبہ تعمیر کیا جائے۔ وہ صخرۂ بیت المقدس کے مشابہ ہوگا اور اس کو سونے سے مزین کیا جائے گا۔

خمینی اور مودودی مودودی جماعت اسلامی شروع سے ہی ایرانی انقلاب کو اسلامی انقلاب قرار دیتی رہی ہے۔ چنانچہ ہفت روزہ ایشیا میں لکھتے ہیں کہ:۔

"تحریک مزاحمت کے نشان کی حیثیت سے جناب خمینی فرانس سے تہران پہنچے۔ ہوائی اڈے پر لاکھوں عوام ان کے استقبال کے لیے موجود تھے حقیقت یہ ہے کہ جدید دُنیا میں یہ فقید المثال انقلاب تھا جس کی قیادت ایک عالم دین کر رہا تھا۔ جناب خمینی نے خود بتایا کہ یہ انقلاب کوئی سیاسی انقلاب نہیں بلکہ اسلامی انقلاب ہے جس انقلاب کی قیادت علماء کر رہے ہوں اور اس کے بارے میں اعلان کیا گیا ہو کہ یہ اسلامی انقلاب ہے جو اسلامی نظام کے قیام کے لیے آیا ہے تو مسلمان اور دینی جماعتیں اس کا کیوں خیر مقدم نہ کریں۔ چنانچہ اس عظیم کامیابی پر مبارکباد دینے کے لیے تحریکِ اسلامی کا ایک وفد امیر جماعتِ اسلامی پاکستان کی قیادت میں خصوصی طیارہ چارٹر کر کے ایران پہنچا اور خمینی صاحب سے ملاقات کر کے انہیں عالمی تحریک اسلامی کی جانب سے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا الخ" (ہفت روزہ ایشیا لاہور صنا ۲۵ جون ۱۹۸۹ء)

اور چند سال پہلے اسی "ایشیا" میں بعنوان "درود بر خمینی بت شکن" یہ لکھا گیا تھا کہ خمینی صاحب کی طرف سے دو نمائندے ان کا خط لے کر مودودی صاحب کی ملاقات کے لیے پاکستان آئے تھے اور پنجاب یونیورسٹی کی بڑی بڑی بسیں ائیر پورٹ کی ایک جانب کھڑی تھیں۔ اسلامی جمعیت طلباء کے نمائندے بھی خوش آمدید کا بینر لیے ہوئے ائیرپورٹ سے نکلنے والے راستے پر کھڑے تھے۔ اس راستے سے جونہی سامان سے بھری ہوئی ایک ٹرالی باہر آئی فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ رہبر ما خمینی است رہبراں ما مودودی خمینی۔ انقلاب انقلاب۔ اسلامی انقلاب۔ مودودی خمینی بھائی بھائی۔ حالیہ تحریک سو فی صد اسلامی تحریک ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا دُنیا بھر کی سربرآوردہ شخصیات سے رابطہ رہتا ہے اور مولانا مودودی ہمارے لیے سب سے اہم ہیں الخ" (ہفت روزہ ایشیا لاہور ۲۱ جنوری ۱۹۷۹ء)

(ملاحظہ ہو "دو بھائی مودودی اور خمینی")

وفاتِ مودودی پر خمینی کا پیغام تعزیت

جماعتِ اسلامی کے بانی و امیر اوّل ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کی وفات پر ہفت روزہ شیعہ میں ایرانی زعماء کے جو تعزیتی پیغامات شائع ہوئے ہیں ان میں یہ بھی ہے آیت اللہ خمینی نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ سید مودودی صرف پاکستان میں ہی نہیں پورے

عالمِ اسلام کے قائد تھے۔ ان کے اسلامی فکر نے پوری اسلامی دنیا میں اسلامی انقلاب کی تحریک برپا کردی۔ ان کا انتقال دنیائے اسلام کا عظیم نقصان ہے۔ ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی بہت ضرورت ہے۔" (ہفت روزہ شیعہ لاہور یکم تا ۸ر اکتوبر ۱۹۷۹ء) اس سے خمینی مودودی نظریات ومقاصد کی ہم آہنگی بالکل واضح ہے۔

ایرانی آئین

خمینی صاحب کی موت کے بعد ہفت روزہ ایشیا میں ہی جو حالات لکھے ہیں ان میں آئین ایران پر بھی تنقید کی گئی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: قدرتی بات تھی کہ جب اس انقلاب کو اسلامی کہا گیا تو اس سے اس انقلاب کے بارے میں ایک وسیع، ہمہ جہت اور آفاقی تصور اُبھرتا۔ عالمِ اسلام کے قریباً سبھی دینی طبقوں نے اختلاف مذہب و مسلک کے باوجود اس سے نیک تمنائیں وابستہ کردیں۔ یہ امید پیدا ہوگئی کہ ایران میں اسلامی قدروں پر مبنی نظام کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے آیا تو وہ اسلام کی حقانیت تسلیم کرنے پر مجبور ہوگی۔ لیکن ایران کے بعض اقدامات نے اس انقلاب کی وسعت کو محدود اور اس کے قریب آنے والوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔[1]

سب سے پہلا سبب ایران کا نیا آئین تھا۔ آئین کی دفعہ ۱۲ میں کہا گیا تھا کہ: ایران کا سرکاری مذہب جعفری اثنا عشری اسلام ہے اور یہ ابدی اور ناقابلِ تبدیل ہے۔" آئین میں یہی الفاظ ہیں۔ گویا اعلان کردیا گیا تھا کہ آئین کی ہر شق تبدیل ہوسکتی ہے سوائے اس شق کے اور ابدیت کا لفظ ظاہر کررہا ہے کہ ایران کا کوئی آئین اس بنیاد کے بغیر بن نہیں سکتا۔" کوئی غیر شیعہ صدر ایران نہیں بن سکتا۔ (دفعہ ۱۱۵) صدر کے حلف کی عبارت میں یہ الفاظ ہیں:۔

---

[1] کیا مودودی جماعت کو معلوم نہ تھا کہ اسلامی نظامِ حکومت کا اعلیٰ معیاری نمونہ قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین ہیں۔ امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کا دَورِ خلافت راشدہ ہے اور خمینی بوجہ شیعہ ہونے کے اپنے عقیدہ امامت کی بنا پر پہلے تین خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کی اکثریت کے ایمان کے ہی منکر ہیں پھر محض اسلام کے نام سے کیوں ان کے قریب میں آگئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار (خادم اہلسنت مظہر حسین غفرلہٗ)

"میں ریاست کے سرکاری مذہب یعنی اثنا عشری جعفریہ کا ہر ممکن تحفظ کروں گا۔" (دفعہ ۱۲۱) ملک کی سب سے با اختیار کونسل علماء کی نگران کونسل میں کوئی غیر اثنا عشری شامل نہیں ہو سکتا۔" (دفعہ ۹۸)

انقلاب کے بعد آیت اللہ خمینی صاحب کو اپنے انقلاب کے مقاصد اور عزائم کے بارے میں متعدد مرتبہ وضاحت کرنا پڑی جس سے معاملہ سلجھنے کے بجائے مزید الجھ گیا۔ مثلاً ایک مرتبہ تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔ تمام انبیاء کا انقلاب نامتمام رہا اور حضورؐ بھی اس کی تکمیل نہ کر سکے۔" پھر ایک مرتبہ علماء کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ آج ہمارے رضاکار میدانِ جنگ میں شہادت کو اس جوش و خروش، ولولے اور شوق کے ساتھ گلے لگا رہے ہیں جس کی نظیر پیغمبرِ اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کے دور میں بھی نہیں ملتی۔" (تہران ٹائمز ۱۱ مارچ ۱۹۸۲ء) اسی طرح جناب خمینی کی ایک اور تحریر بھی جمہور مسلمین کے فہم سے بالاتر رہی۔ اپنی کتاب الحکومت الاسلامیہ جس میں وہ اپنا تصورِ اسلامی حکومت پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک مقام پر لکھا: ہمارے مذہب کے بنیادی عقائد میں سے یہ بھی ہے کہ ہمارے ائمہ کو وہ مقام حاصل ہے جس تک رسائی نہ کسی مقرب فرشتے کو میسر ہے نہ کسی نبی و رسول کو۔" (ص ۵۲) اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

انقلاب کو محدود کرنے کا دوسرا عامل اس انقلاب کے برآمد کرنے کا اعلان تھا۔ اس سے ایران کے پڑوسی ممالک کھٹک گئے اور ایرانی انقلاب کے اچھے پہلوؤں سے فائدہ اٹھانے کے بجائے اس کی مزاحمت شروع ہو گئی۔ ۱۹ اگست ۸۰ء کو یومِ قدس پر خطاب کرتے ہوئے امام خمینی نے فرمایا۔ مسلمانوں کے لیے سب سے زیادہ مشکلات ان کی حکومتیں پیدا کر رہی ہیں پھر افغانستان پاکستان اور مصر کی حکومتوں کا نام لے کر عوام کو تلقین کی کہ وہ ان کو اکھاڑ پھینکیں۔ اچھا ہوتا کہ پہلے انقلاب کو ایران میں مستحکم کر لیا جاتا۔ پھر دوسرے مسلم ممالک کا رخ کیا جاتا۔ لیکن یہ احتیاط روا نہ رکھی گئی اور مسلم ممالک کے عوام سے کہا گیا کہ: اگر حکومتیں سامراجی اسلام سے علیحدہ ہونا پسند نہ کریں تو مسلم عوام حکومت سے اپنی راہ جدا کر لیں۔" اس وقت تک ایران عراق جنگ چھڑ چکی تھی اور کوئی ضرورت نہ تھی کہ ایک محاذ کے ساتھ دوسرا محاذ بھی کھولا جاتا لیکن انقلاب کے جوش نے تدبر کا دامن جھٹک دیا۔ اس زمانے میں حسین موسوی وزیرِ خارجہ تھے جو قبل ازیں یہ کہہ چکے تھے کہ اگر پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ ہوئی تو ہم بھارت کا ساتھ دیں گے۔ انہوں نے

اپنے بیان میں لگی لپٹی رکھے بغیر کیا۔ انقلاب کی برآمد ہماری ترجیح ہے"۔ (تہران ٹائمز ۶ر جولائی ۱۹۸۱ء)

اسی دوران ایران عراق جنگ چھڑ گئی جس سے اچھے اچھوں کا ذہنی توازن برقرار نہ رہا۔ شاہ خالد نے اس جنگ کو عرب و عجم کی جنگ بنا دیا جس پر امیر جماعت اسلامی پاکستان نے شاہ خالد کے نام شدید احتجاج کا برقیہ بھیجا۔ بلا شبہ اس جنگ میں پہل عراق کی جانب سے ہوئی تھی لیکن اسلامی انقلاب کے علمبردار کی حیثیت سے ایران کو جو فضیلت حاصل ہوئی تھی اس کا تقاضا تھا کہ وہ عفو و درگذر اور وسعت قلب سے کام لیتا۔ لیکن سارے عالم اسلام کی پیہم منت سماجت کے باوجود جنگ بندی سے انکار کر دیا گیا۔ جناب خمینی کے نزدیک عراق سے جنگ گویا کفر سے جنگ تھی۔ چنانچہ انہوں نے برملا فرمایا۔ ہماری جنگ دو ملکوں کی جنگ نہیں بلکہ کفر و اسلام کی جنگ ہے۔ انہوں نے مزید فرمایا اگر ہم آج پسپائی اختیار کرتے ہیں تو یہ اسلام کی شکست ہوگی" (۱۴ر مارچ ۱۹۸۴ء) جب بصرہ سر نہ ہو سکا تو مکمل فتح کا ایرانی خواب پریشان ہوگیا۔ ایران جنگ بندی پر آمادہ ہوا تو مسلم ممالک کی اپیل پر نہیں بلکہ غیر مسلم اقوام متحدہ کی اپیل پر۔

جناب خمینی وحدت اُمت کے بھی نقیب تھے لیکن ایسے بے لچک رویے کے ساتھ وحدت کی تلقین کب اثر انداز ہو سکتی تھی۔ اس دوران میں وحدتِ امت کے کئی یوم منائے گئے لیکن امت کی مہم مثمر نہ ہو سکی۔ ایران عراق جنگ نے اسلامی انقلاب کی تصویر کو دھندلا دیا اور دنیا اسلام کے اس جانفزا پیغام سے محروم رہ گئی جس کے حوالے سے انقلاب آیا تھا۔ مخالفین کو موقع مل گیا اور انہوں نے انقلاب کو دہشت گردی اور بنیاد پرستی کا ہم معنی قرار دینا شروع کر دیا۔ ایران عراق جنگ ختم ہو جانے کے بعد ماہرین نے نقصانات کا جو اندازہ کیا ہے اس کے مطابق اس جنگ پر دونوں ممالک کے ۵۰۰ ارب ڈالر (دس ہزار ارب روپیہ) ضائع اور ۱۲ لاکھ افراد موت کے گھاٹ اُتر گئے" (ٹائمز ۱۲ر جون ۱۹۸۹ء) جو روپیہ ضائع ہوا وہ مسلمانوں کا تھا اور جو ہلاک ہوئے وہ تمام کے تمام کلمہ گو تھے۔

ایک اور حادثہ ایرانی انقلاب کے ساتھ یہ پیش آیا کہ عبادت کو سیاست کے زمرے میں شامل کر دیا گیا۔ بے شک دین اور سیاست ایک ہیں۔ علامہ اقبال کے الفاظ میں

؎ جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

لیکن دین میں عبادت کو سیاست سے ہمیشہ الگ رکھا گیا ہے۔ عبادت وہی مقبول ہوتی ہے جو اخلاص سے مرکب ہو۔ اس میں جب کوئی دوسری غرض شامل کی جائے گی تو عبادت کا وہ مقام باقی نہیں رہے گا۔ ۱۹۸۲ء میں ایرانی زائرین حج کے لیے چلے تو جناب خمینی نے ان کو نصیحت فرمائی کہ "اب کے انقلابی حج کرنا۔ یعنی حج کے سیاسی پہلو کو اُجاگر کرنا۔" اس نصیحت سے حج پُر امن نہ رہا۔ دو برس ہوئے حج اس طرح لہو لہان ہوا کہ اس کی یاد سے تاریخ اسلام کا سر مدتوں نہ اُٹھ سکے گا۔"

(ہفت روزہ ایشیا لاہور ۲۵ جون ۱۹۸۹ء ص ۱۱-۱۲)

تبصرہ ہم نے انقلابِ خمینی، موت خمینی، لاش خمینی اور قبر خمینی وغیرہ کے متعلق روزناموں اور شیعہ اور مودودی جرائد و رسائل کے اہم اقتباسات پیش کر دیے ہیں تاکہ قارئین خمینی انقلاب کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لے سکیں۔ یہاں اس سلسلے میں مفصل تبصرہ کی تو گنجائش نہیں مختصر تبصرہ ہی کیا جائے گا۔

مذکورہ اقتباسات خصوصاً جماعتِ اسلامی کے ہفت روزہ ایشیا کے بیانات سے یہ حقیقت بالکل بے نقاب ہو چکی ہے کہ ایرانی انقلاب کے بانی خمینی صاحب شیعہ تھے اور شیعہ بھی اس درجہ کے کہ ان کو اثنا عشری شیعہ کے علماء و مجتہدین امام مہدی موعود کا نائب مانتے ہیں اور امام مہدی کے متعلق شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ ۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور بہت سے لوگ آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے نائبین جو بحالتِ غیبت صغریٰ آپ کی خدمت میں جایا کرتے تھے آپ کے دستخطی توقیعات، دعائیں اور زیارات لے کر مومنین کے پاس آتے ہیں۔ آپ پیدا ہو کر پانچ سال کی عمر میں غائب ہو گئے اور اب تک غائب ہیں اور قیامت تک بحالت غیبت زندہ رہیں گے۔" (عقائد الشیعہ ص ۵۴ مولفہ شیعہ ادیب اعظم مولوی ظفر حسن امروہی)

(۲) "ہمارا عقیدہ ہے کہ جب بارہویں امام علیہم السلام ظہور فرمائیں گے تو مظلوموں کا حق ظالموں سے دلوائیں گے اور دین محمدی کی طرف لوگوں کو بلائیں گے۔ سب سے پہلے جبرئیل امین بحکم رب العالمین حضرت کی بیعت کریں گے۔ ان کے بعد ۳۱۳ شیعان اہل بیت بیعت کریں گے الخ (ایضاً عقائد الشیعہ ص ۵۵) اور شیعہ مذہب کی مستند کتاب حق الیقین فارسی مطبوعہ تہران ص ۳۴۷ پر امام مہدی کے ظہور کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ:

نعمانی روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کہ چون قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیروں آید خدا اور ا یاری کند بملائکہ واول کسیکہ با او بیعت کند محمد باشد وبعد از اں علی برم (نعمان نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب امام مہدی ظاہر ہوں گے خدا ملائکہ کے ذریعے ان کی مدد کرے گا اور سب سے پہلے جو آپ کی بیعت کریں گے محمدؐ ہوں گے اور آپؐ کے بعد علی برم)۔

بارہ ائمہ اہل بیت کے بارے میں مولوی ظفر حسن امروہوی لکھتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ جب ہم اپنے ائمہ علیہم السّلام کو اپنی مدد کے لیے بلاتے ہیں وہ ضرور آتے ہیں —— ہمارا عقیدہ ہے کہ چاردہ معصومین علیہم السلام زندہ ہیں وہ ہر ایک عمل کو دیکھتے اور ہر پکارنے والے کی آواز سنتے ہیں۔ (ایضاً عقائد الشیعہ ص۱۰۶)۔ اسی عقیدہ کے تحت خمینی صاحب کی یہ عبارت پہلے نقل کی جا چکی ہے کہ۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ امام زمانہ (یعنی حضرت مہدی) کی طرف سے ہے اور میرے پاس جو کچھ ہے وہ بھی سب ان ہی کی جانب سے ہے اور ہم نے انقلاب میں جو کامیابی حاصل کی ہے وہ بھی سب انہی کی طرف سے ہے۔ (بحوالہ روزنامہ تجارتی رہبر فیصل آباد ۸ جون ۸۹ء)

لاش کیوں گر پڑی

یہ عقیدہ کہ امام مہدی اور دیگر ائمہ بلکہ حضرت خدیجہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا کو جب ہم بلاتے ہیں وہ ضرور آتے ہیں اور وہ ہر عمل کو دیکھتے ہیں اور ہر پکارنے والے کی پکار سنتے ہیں، عقیدہ توحید کے منافی ہے اور بالکل بے بنیاد ہے۔ اگر حضرت مہدی کی مدد سے خمینی صاحب ایرانی انقلاب میں کامیاب ہوتے ہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے نائب خمینی کی لاش نیچے کیوں گرنے دی ہے۔ نہ ہی ایرانی فوج لاش کی حفاظت کر سکی اور نہ ہی امام زماں اور نہ ہی ملائکہ نے امام کی لاش کو تھاما اور پھر ماتمی لوگ اپنے امام کا کفن بھی پھاڑ کر لے گئے اور کفن پھٹا ہے تو کیا امام کا جسدِ خاکی محفوظ رہا ہو گا۔ دوبارہ نیا کفن پہنانے کی کیا ضرورت پڑی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

رحمۃ للعالمین خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید صحابہ کرام کا تو یہ حال تھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ غسل کے دوران میدانِ جہاد میں چلے گئے اور شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ اسی لیے وہ غسیل ملائکہ سے مشہور ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ کے بھائی

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔ آپ کے دونو بازو کٹ گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے ان کو اڑا کرلے جا رہے ہیں۔ اسی بنا پر وہ جعفر طیار کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک لنگڑے صحابی حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہوتے ہیں۔ پانی کے خطرہ نے چالیس سال کے بعد آپ کے وجود کو دوسری جگہ منتقل کیا گیا تو آپ کا جسد خاکی کفن سمیت محفوظ تھا۔ آپ کا ایک ہاتھ آپ کے کولھو پر تھا۔ ہاتھ اٹھایا گیا تو نیچے سے خون جاری ہوگیا۔ شہیدار کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے۔ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی حیات کا شعور نہیں رکھتے۔) (کیونکہ یہ عالم برزخ کی جسمانی حیات ہے جو انِ حواس ظاہرہ سے محسوس نہیں ہو سکتی)۔

۲۔ عام طور پر شیعہ علمار صحابۂ کرام پر یہ الزام لگایا کرتے ہیں کہ وہ سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کا معاملہ حل کرتے رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین میں تاخیر کردی لیکن وہ اپنے نائب امام کا حال نہیں دیکھتے کہ ۳ جون ہفتہ کو انتقال ہوا اور منگل کو مدفون ہوئے اور اس دوران جو میت پر گزری وہ روزنامہ مشرق لاہور وغیرہ کے حوالے سے مذکور ہو چکا ہے۔ دفن سے پہلے خامنائی کے جانشینِ خمینی ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ اگر یہ فیصلہ ملک وملت کے لیے ضروری تھا تو پھر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے پہلے آپ کے جانشین (خلیفہ) کے تقرر میں کونسی شرعی قباحت تھی جس پر صدیوں سے شیعہ واویلا کر رہے ہیں۔ خمینی کے تو جسد خاکی کے خراب ہونے کا بھی اندیشہ تھا لیکن وہاں تو نبوت کے جلوے تھے۔ اگر کتنی مدت بھی وجودِ اطہر سامنے رہتا تو اس سے کسی قسم کے تغیر کا احتمال ہی نہ تھا۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ بوقت چاشت وصال ہوا اور تدفین شب چہارشنبہ وصال سے ۳۲ گھنٹے بعد عمل میں آئی۔ اس دوران کسی صحابی نے بھی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر اور کفن مطہر سے بے ادبی نہیں کی لیکن اس کے برعکس ایران کے ماتمیوں نے اپنے امام کی لاش کے ساتھ جو کچھ بھی کیا اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ کیا یہ وہی خمینی صاحب کی تربیت یافتہ

جماعت ہے جس کے متعلق انہوں نے اپنی وصیت میں لکھا ہے کہ: ہمارے عوام اسلام اور قرآن پر پوری طرح سے عمل پیرا ہیں اور انہوں نے خود کو اتحاد و یگانگت کے پلیٹ فارم پر منظم کیا

ہُوا ہے۔ اور وصیت میں یہ بھی لکھا ہے کہ، مجھے امید ہے کہ اس خدمت گار کے جانے سے ملت کی آہنی دیواروں میں خلل واقع نہ ہوگا کیونکہ ملک میں اچھے اچھے لوگ خدمت کے لیے موجود ہیں۔ لیکن باعثِ عبرت بات یہ ہے کہ جو قوم اپنے امام کے کفن اور جسد خاکی کو نہیں بچا سکی اور کفن کو خود ہی ٹکڑے ٹکڑے کر دیا وہ ملت کی آہنی دیواروں کی کیونکر حفاظت کر سکے گی۔

(۴) شیعہ علماء عام طور پر صحابہ کرامؓ اور خصوصاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری وصیت لکھوانے کے لیے قلم، دوات اور کاغذ مانگا لیکن انہوں نے اس حکم کی تعمیل نہ ہونے دی لیکن تعجب ہے کہ خمینی صاحب جو اپنی شیعہ ملت کو اپنا آخری پیغام دینا چاہتے تھے اس کو وصیت کی شکل میں خود لکھا اور ایک کاپی اپنے پاس رکھی اور ایک امام رضا کے روضہ میں بھیج دی اور قوم نے ان کی وصیت کے مطابق ان کی موت کے بعد اس کو کھولا لیکن اس کے برعکس حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری وصیت لکھوانے میں بھی کامیاب نہ ہو سکے حالانکہ قلم دوات تو گھر کے بچے حضرت حسنؓ حسینؓ بھی دے سکتے تھے اور کیا حضرت علیؓ بھی قلم دوات دینے سے عاجز آ گئے تھے جن کی خلافت کے متعلق ہی بقول شیعہ آپؐ نے وصیت لکھنی تھی۔ خمینی کو اپنی وصیت کا اتنا اہتمام اور محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی اہم وصیت میں اتنی غفلت۔ العیاذ باللہ۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

۵۔ خمینی صاحب نے اپنا جانشین نامزد نہیں کیا۔ لیکن ان کی تربیت یافتہ ملت نے دفن سے پہلے ہی خامنائی کو ان کا جانشین اور رہبرِ ملت شیعہ منتخب کر لیا اور جانشینی کا مسئلہ خوش اسلوبی سے بالاتفاق حل کر لیا۔

لیکن اس کے برعکس شیعوں کا یہ عقیدہ ہے اور خمینی صاحب نے بھی اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ بلا فصل نامزد کر دیا تھا اور اس کا اعلان غدیر خم کے موقعہ پر بھی من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے الفاظ سے کر دیا تھا لیکن باوجود بذریعہ وحی نامزدگی کے صحابہ کرام نے بجائے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ منتخب کر لیا۔ چنانچہ خمینی صاحب نے لکھا ہے کہ: خدا تعالیٰ نے جبرئیل کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لازم و واجب قرار دیا کہ ہمیں بیابان میں امرِ خلافت کا تعیّن کریں۔ رسول اکرمؐ نے قانون کے حکم سے اور قانون کی اتباع میں حضرت امیر یعنی علی المرتضیٰ

کو خلافت کے لیے معیّن فرمایا۔ اس لیے نہیں کہ وہ آپؐ کے داماد تھے یا انہوں نے خدمات انجام دی تھیں بلکہ آپ حکم و قانون کے مامور تھے۔ بنابریں اسلام ہر مرحلہ پر ایک حکومت کا خواہاں ہے جو تابع قانون ہے"
(حکومت اسلامی یا ولایت فقیہ ص۳۴ ناشر کتب خانہ شاہ نجف اندرون موچی دروازہ لاہور ص۸)

(۱۲) اسی سلسلے میں لکھتے ہیں۔ اور جس دن حضور اکرمؐ کی رحلت ہوئی تو لوگوں نے نہ چاہا کہ آئین اسلام جاری ہو اور صحیح اسلام ظہور پذیر ہو۔ اس وضع حقیقی کو بدل ڈالا گیا۔" (ایضاً ص۳۰)

(۱۳) خمینی صاحب نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کو بطورِ خلیفہ نامزد کرنے کا ذکر اپنی فارسی تصنیف کشف اسرار میں بھی صراحتاً کیا ہے (ملاحظہ ہو ص۱۱۱)

حضرت علیؓ کی ناکامی

تمام شیعہ علمار کا عقیدہ ہے اور خمینی نے بھی اسی عقیدے کا اظہار کیا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وصیت کے خلاف صحابہ کرامؓ کی اکثریت نے حضرت علی المرتضیٰ کو خلفائے ثلٰثہ کے قریباً ۲۵ سالہ دورِ خلافت میں منصبِ خلافت سے محروم رکھا اور انتہائی مضحکہ خیز یہ بات ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ اپنے دورِ خلافت میں بھی برائے نام خلیفہ تھے۔ حتیٰ کہ وہ قاضی شریح کو بھی معزول نہ کر سکے۔ چنانچہ خمینی نے لکھا ہے کہ۔ حضرت امیرؓ نے (قاضی) شریح سے خطاب کیا کہ تم ایسے منصب پر بیٹھے ہو کہ جس پر سوائے نبی، وصی نبی یا شقی کے کوئی نہیں بیٹھتا اور شریح چونکہ نبی اور وصی نبی نہیں تھا لہذا شقی ہوگا جو منصبِ قضاوت پر بیٹھا تھا۔ شریح وہ شخص ہے جو پچاس ساٹھ سال کوفہ میں منصبِ قضا پر رہا ہے اور ان علمار میں سے ہے جنہوں نے معاویہؓ کی بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کے لیے باتیں کی ہیں اور فتوے صادر کیے ہیں اور حکومت اسلامی کے خلاف کام کیا ہے۔ حضرت امیرؓ اپنی حکومت کے دوران بھی اسے معزول نہ کر سکے۔ لوگوں نے ایسا نہ کرنے دیا اور اس عنوان سے کہ شیخین (یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ) نے اسے نصیب کیا ہے۔" (ایضاً حکومت اسلامیہ ص۱۱۹)

(۲) عقیدہ تقیہ کے بیان میں خمینی صاحب اپنے ائمہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: بہر حال نشر علوم اسلام و احکام عادل فقہاء کا کام ہے تاکہ واقعی احکام کو غلط احکام سے اور ائمہ علیہم السلام کی تقیہ والی روایات کو دوسری روایات سے تمیز دیں۔ چونکہ ہمارے ائمہ علیہم السلام اکثر و بیشتر

مواقع میں ایسے حالات سے دوچار تھے کہ وہ حکم واقعی بیان نہیں کر پاتے تھے اور وہ ظالم وجابر حاکموں کے شکنجے میں جکڑے ہوتے تھے اور انتہائی تقیہ اور خوف کی زندگی بسر کر رہے تھے اور ان کا خوف مذہب کے لیے تھا نہ کہ اپنی ذات کے لیے۔ کیونکہ بعض مواقع پر اگر تقیہ نہ کیا جاتا تو خلفاء جور مذہب کی بیخ کنی کرتے (ایضاً حکومت اسلامیہ ص۷۳)

ہمارا سوال خمینی صاحب بحیثیت نائب امام مہدی اپنے انقلاب کو کامیاب قرار دیتے ہیں جیسا کہ انہوں نے اپنی وصیت میں بھی اس کی تصریح کی ہے اور ملتِ شیعہ اور دوسرے غیر شیعہ سیاسی لیڈر بھی ان کے بارے میں یہی کہتے ہیں کہ انہوں نے دورِ حاضر میں روس اور امریکہ وغیرہ ہر سُپر طاقت کو للکارا ہے اور کسی کے سامنے نہ دبے نہ جُھکے اور تمام شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم باوجود ۲۳ سالہ دورِ نبوت کی محنت کے مومنین مخلصین کی کوئی ایسی جانباز جماعت منظم نہ کر سکے جو حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کا مقابلہ کرکے حضرت علیؓ کو منصبِ خلافت پر برقرار رکھ سکے۔ حتیٰ کہ خمینی نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آیت تبلیغ (یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ) کے تحت یہاں تک لکھ دیا ہے کہ: ازیں آیت بواسطہ ایں قرائن و نقل احادیث کثیرہ مغلوب شد کہ پیغمبر در تبلیغ امامت خوف از مردم داشتہ الخ (کشف اسرار ص۱۶۵) اس آیت (بلغ ما انزل الیک من ربک) اور احادیثِ کثیرہ اور دوسرے قرائن کی بنا پر معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر (حضرت علیؓ کی) امامت کی تبلیغ میں لوگوں سے ڈرتے تھے)" اگر حضور امام الانبیاء والمرسلین حضرت علی کی تبلیغ امامت سے باوجود حکم خداوندی کے بھی ڈرتے تھے اور العیاذ باللہ اتنے کمزور تھے کہ آخری وصیت بھی نہ لکھوا سکے اور حضرت علی المرتضیٰ (جن کو شیعہ خلیفہ بلافصل کہتے ہیں) اتنے عاجز تھے کہ ایک قاضی شریح کو بھی نہ ہٹا سکے اور بعد کے ائمہ بھی امام حسن عسکری تک اتنے بیچارے اور ڈرپوک تھے کہ سلاطین کے ڈر سے اپنے شیعوں کے سامنے بھی اپنا مذہب صاف صاف نہ بیان کر سکتے تھے۔ ازروئے تقیہ باتیں کرتے تھے اور چودہ سو سال کے بعد بھی بقول خمینی ان کے ارشادات کے متعلق تحقیق کی جا سکتی ہے کہ کونسا حکم تقیہ پر مبنی تھا اور کونسا ارشاد بلا تقیہ تھا (اور حضرت امام مہدی کا تو یہ حال ہے کہ تیسری صدی ہجری سے روپوش ہیں) تو اس کے بعد رسالتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ اور بارہ اماموں کی نامزد امامت

کی خمینی کی ایمانی قوت روحانی عظمت اور فیضان تربیت کے مقابلہ میں کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے
اور خود خمینی صاحب بھی فخر یہ یہ اعلان کر چکے ہیں کہ: آج ہمارے رضاکار میدانِ جنگ میں شہادت
کو اس جوش و خروش، ولولے اور شوق کے ساتھ گلے لگا رہے ہیں جس کی نظیر پیغمبرِ اسلام محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کے دور میں بھی نہیں ملتی۔"

(ہفت روزہ ایشیا لاہور ۲۵ جون ۱۹۸۹ء بحوالہ تہران ٹائمز ۱۱ مارچ ۱۹۸۲ء)

(۲) اور تہران ٹائمز ۲۹ جون ۱۹۸۰ء میں خمینی صاحب کا ایک پیغام شائع ہوا تھا جو انہوں نے
نیشنل ٹیلی ویژن کے دوسرے حصے کے افتتاح کے موقعہ پر دیا تھا۔ اس میں حضرت مہدی کے
متعلق یہ کہا تھا کہ: امام زماں سماجی بہبود اور انصاف کا پیغام لائیں گے جس سے تمام دنیا کی
کایا پلٹ جائے گی۔ یہ ایک ایسا کام ہے جس کو حاصل کرنے کے لیے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی
مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوئے تھے۔ اگر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے مسلمانوں کو
بہت خوشی ہے تو امام زماں کے لیے تمام انسانیت کو بہت خوشی ہونی چاہیئے۔ میں اس
کو لیڈر نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ اس سے بہت کچھ زیادہ ہے۔ میں اس کو سب سے پہلا بھی نہیں
کہہ سکتا کیونکہ اس کا کوئی دوسرا نہیں۔"

(ماخوذ از پندرہ روزہ تعمیرِ حیات لکھنؤ ۱۰ اگست ۱۹۸۰ء)

اور تعمیرِ حیات نے یہ پیغام کویت کے روزنامہ "الرائی العام" سے نقل کیا ہے اور یہ حوالہ میں نے
اپنی کتاب "میاں طفیل محمدؔ کی دعوتِ اتحاد کا جائزہ" صت۲۷ پر بھی نقل کر دیا ہے۔ یہاں یہ ملحوظ
رہے کہ اس کتابچہ میں میں نے شیعہ عقائدِ مسلّمہ کی بناء پر یہ ثابت کیا ہے کہ اہلِ سنّت اور
اہلِ تشیع کا کسی مذہبی بنیاد پر اتحاد نہیں ہو سکتا۔

کیا خمینی کامیاب ہوئے

رحمۃ للعالمین خاتم النبیّین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلّم کی بعثت کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے۔ ھوالذی
ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ (پ ۲۶۔ سورۃ الفتح آیت ۲۸) وہ
اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت دی اور سچا دین (یعنی اسلام) دے کر (دنیا میں
بھیجا ہے) تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے" (ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ)

(۲) وہ وہ اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر سکے۔ (ترجمہ: شیعی مفسر مولوی فرمان علی)

(۳) وہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے۔ (ترجمہ شیعہ مفسر مولوی امداد حسین کاظمی)

آیت کے ان تینوں تراجم سے واضح ہوتا ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد تمام اس وقت کے ادیان باطلہ پر غلبہ تھا اور یہ غلبہ دین اسلام بطور حجت و دلیل کے بھی ہے اور بطور شوکت وسطوت اسلام کے بھی ہے اور ایسا ہی ہوا کہ شرک و کفر کی ساری طاغوتی طاقتیں مغلوب ہوگئیں۔ ۸ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہزار قدسی صحابہ کرام کی قیادت فرمائی اور مکہ فتح ہو گیا پھر دورِ خلافتِ راشدہ میں نہ قیصر رہا نہ کسریٰ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کابل و قندھار بھی فتح ہو گیا اور یہ محض اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت صحابہ رضؓ کو فتح و کامرانی نصیب ہوئی لیکن اس اعلانِ خداوندی کے برعکس خمینی صاحب کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے مشن میں ناکام رہے العیاذ باللہ۔ کیا یہ نظریہ صراحتاً توہینِ رسالت پر مبنی نہیں ہے۔ برطانیہ کا سلمان رشدی ہمارے نزدیک بھی واجب القتل ہے اور گو اس کے الفاظ سخت ہیں لیکن قارئین حضرات عدل و انصاف کی کسوٹی پر پرکھیں کہ خمینی نظریہ میں کیا باعثِ توہینِ رسالت نہیں ہے۔ اور پھر ان کا یہاں تک لکھنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیت تبلیغ کے نزول کے باوجود بھی حضرت علی رضؓ کی امامت کی تبلیغ سے ڈرتے رہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ بہرحال ہم یہاں بالاختصار اس امر کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا خمینی ایرانی انقلاب کے بعد اپنے مشن میں کامیاب ہوئے ہیں۔ سالہا سال کی جلاوطنی کے بعد سابق شاہ ایران رضا شاہ پہلوی کا تختہ اُلٹ کر خمینی ۱۹۷۹ء میں ایران میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں۔ ۱۹۸۹ء تک قریباً دس سال انہوں نے اپنی امامت کا ڈنکا بجایا۔ شیعہ اکثریت ان کے اشارے پر چلتی تھی۔ جس نے اختلاف کیا اس کو گولی سے اڑا دیا گیا۔ بعض سرکردہ لیڈر اپنی جان بچا کر ملک سے فرار ہو گئے۔ شیعہ آیت اللہ شریعت مدار جو خمینی کی جلاوطنی میں ان کے قائم مقام تھے ان کو نظر بند کیا گیا اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہوا۔ آیت اللہ منتظری کو جانشین نامزد کرنے کے بعد معزول

کر دیا۔ خدا جانے اب ان کا کیا حال ہے۔

(۲) اہل السنّت والجماعت پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا۔ تہران کی لاکھوں کی آبادی میں ایک سُنّی مسجد کی بھی اجازت نہیں دی۔ سُنّی مسلمان نہ وہاں اذاں کہہ سکتے ہیں نہ جمعہ و عیدین کی نمازیں پڑھا سکتے ہیں (حالانکہ سابق شاہ کے دَور میں اس کی ان کو اجازت تھی) ماہنامہ الحق' اکوڑہ خٹک (پشاور) نومبر ۱۹۸۲ء میں بعنوان "انقلابِ ایران اور ایران کی سُنّی اقلیت" میں ایران کے ایک سُنّی عالم شیخ محمد صالح ضیائی کا انٹرویو شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ۔ حکومت کا سرکاری مذہب شیعیت ہے اس لیے لازماً ذمّہ دارانِ حکومت اہل سُنّت والجماعت کے مذہب کی طرف توجہ نہیں دیتے —— اتنی بات صحیح ہے کہ حضرت علیؓ، حسنؓ، حسینؓ اور ائمہ شیعہ کو چھوڑ کر بقیہ سارے صحابہؓ کی اہانت اور ان پر سب و شتم کی حکومت تائید کرتی ہے۔ انقلابی نمائندوں نے تو باقاعدہ بعض دیہاتوں میں ایسے رسائل تقسیم کیے جن سے صاف صحابہ کرامؓ کو خائن و غدار، فاسق و فاجر، ملحد و لادین اور دوزخی و جہنمی قرار دیتے ہیں الخ۔ ماہنامہ الحق' کا یہ انٹرویو" میاں طفیل محمد کی دعوتِ اتحاد کا جائزہ" ص۶ پر بھی شائع ہو چکا ہے (لیکن مولانا سمیع الحق جنرل سیکریٹری جمعیۃ علماءِ اسلام (حضرت درخواستی گروپ) غالباً ان واقعات کو فراموش کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم) اور باوجود اس کے خمینی صاحب آخر تک سُنّی شیعہ اتحاد کا ہی نعرہ لگاتے رہے ہیں۔

ایران عراق جنگ

یہاں یہ بحث مطلوب نہیں ہے کہ جنگ کی ابتدا کس فریق کی طرف سے ہوئی لیکن یہ حقیقت واضح ہے کہ خمینی صاحب عراق کے صدام حسین کو کھلّم کھلا کافر کہتے رہے ہیں اور اس جنگ کو کفر و اسلام کی جنگ قرار دیتے رہے ہیں اور مصالحت کے لیے بالکل تیار نہیں ہوتے تھے۔ آخر انہوں نے با دل ناخواستہ زہر کا گھونٹ پی لیا اور اقوام متحدہ کی اپیل پر صلح قبول کر کے جنگ بندی کر دی۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا خمینی صاحب کو اس جنگ میں فتح ہوئی۔ کیا وہ عراق اور اس کے صدام کو مغلوب کر سکے؟ آخر اس کفر و اسلام کی جنگ میں خمینی اسلام کو کیا فائدہ پہنچا؟ کیا امام مہدی کچھ کام آئے؟ کیا ملائکہ نے مدد کی؟ تو یہ انقلاب معجزاتِ انقلاب کیسے ثابت ہو گیا حالانکہ اس جنگ پر دونوں ممالک کے پانصد ارب ڈالر (دس ہزار ارب روپیہ) اور ۱۲ لاکھ افراد موت کے گھاٹ اُتر گئے۔ (ہفت روزہ الیشیا لاہور

۲۵ رجون ۱۹۸۹ء بحوالہ ٹائم ۱۲ رجون ۱۹۸۹ء) یہ جو پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے اور ہمارے سیاستدان اور جمہوریت پسند زعمائے قوم یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ نائب امام مہدی جناب خمینی کسی سُپر طاقت کے سامنے نہیں جھکے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ دس سال میں ایسے امام قائد نے کیا عراق جیسے چھوٹے ملک کو بھی شکست دے سکے اور اس کے برعکس خلافتِ راشدہ کے دَور میں نصرتِ خداوندی کے کرشمے دیکھئے۔ فیوضاتِ رسالت کے آثار کا مشاہدہ کیجئے کہ خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضؓ نے دس ساڑھے دس سال کے قلیل عرصے میں روم و ایران جیسی سُپر طاقتوں کو زیر و زبر کر کے رکھ دیا۔ اور ساڑھے باون لاکھ مربع میل سے زیادہ کفر کی زمین پر اسلام کا پرچم لہرادیا اور دَورِ خلافت عثمانی میں کابل وقندھار تک اسلام کی فتوحات کا دائرہ وسیع ہو گیا لیکن خمینی اپنی جانباز اور فاتحین صحابہ اور پہلے تین خلفائے راشدین کو دنیا پرست، مخالفِ قرآن اور منافق قرار دیتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو کشف اسرار وغیرہ)

رُوس سے سازباز کیسی

خمینی کی موت کے بعد رفسنجانی نے روس کا دَورہ کیا ہے، چنانچہ ان کے دورہ کے متعلق اخبار نے یہ بیان شائع کیا ہے کہ ایرانی پارلیمنٹ کے سپیکر ہاشمی رفسنجانی کے دورۂ ماسکو کو بڑی اہمیت دی جا رہی ہے۔ برطانیہ کے سیاسی حلقوں کا کہنا ہے کہ آیت اللہ خمینی کی وفات کے چند ہفتوں بعد ان کے خصوصی معتمد کا دورۂ ماسکو بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ روس روانگی سے قبل انہوں نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ آیت اللہ خمینی مرحوم نے بسترِ مرگ پر انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ روس کے ساتھ تعلقات جتنی جلدی ہو سکے بہتر بنائے جائیں۔ چنانچہ وہ اس سلسلے میں روس کا دَورہ کر رہے ہیں۔ باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ روس میں وہ کئی معاہدوں پر دستخط کریں گے جن میں ایک اہم معاہدہ روس کو ایرانی گیس کی فراہمی بھی ہے جو ۱۹۸۱ء میں بند کر دی گئی تھی۔ خیال ہے کہ وہ روس سے یہ بھی کہیں گے کہ وہ عراق پر زور دے کہ وہ عارضی معاہدہ صلح پر پوری طرح عمل کرے۔ وہ افغانستان کے مسئلہ پر بھی روسی رہنماؤں کے ساتھ بات چیت کریں گے۔"

(نوائے وقت لاہور ۲۱ رجون ۱۹۸۹ء)

کہاں گیا وہ خمینی کا مخصوص نعرہ لا شرقیہ ولا غربیہ کا۔ یہ ہے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور

دکھانے کے اور"۔

حرمین شریفین پر قبضہ کی سکیم

دَورِ خمینی میں بعض بینروں پر یہ بھی لکھا تھا کہ:
سنتحدوا وسنتلاحموحتیٰ نسترد من ایدی المغتصبین القدس والکعبه والجولان۔ ہم متحد ہوں گے اور جنگ آزما ہوں گے یہاں تک کہ غاصبوں کے قبضے سے اپنی مقدس زمینیں۔ بیت المقدس۔ کعبہ اور گولان واپس لے لیں۔"

(ماہنامہ الفرقان لکھنؤ مارچ/اپریل ۱۹۸۳ء)

ان عزائم کے باوجود کیا خمینی اس میں کامیاب ہوئے ہیں۔ حج کے موقع پر دو تین سال ایرانی شیعوں نے حرمین شریفین (مکہ معظمہ و مدینہ منورہ) میں ہنگامہ آرائی کی، سیاسی نعرے لگائے، روضہ مقدسہ کے سامنے بھی شور مچایا (جہاں آواز بلند کرنا منع ہے) اور آخر ۱۴۰۶ھ میں ان سے حج کے موقعہ پر قریباً ڈیڑھ سو کلو دھماکہ خیز مواد برآمد ہوا لیکن شاہ فہد نے معاف کر دیا۔ پھر حج ۱۴۰۷ھ میں تو منظم سکیم کے تحت مکہ معظمہ میں ایرانیوں نے جارحیت کا مظاہرہ کیا۔ خمینی کے بڑے بڑے فوٹو کھمبوں پر لٹکائے۔ اس سال ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ ایرانی حج کے بہانہ مکہ میں گئے تھے۔ ایک عظیم جلوس کی شکل میں حرم مکہ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ فساد وقتال کا آغاز کیا جس کے ردعمل میں سعودی فورس نے حرم شریف اور حجاج کرام کی حفاظت کے لیے اپنی کارروائی کی۔ اس سانحہ میں چار سو سے زیادہ افراد جاں بحق ہوئے جن میں ایرانیوں کی تعداد زیادہ تھی۔

اس سانحۂ مکہ کی تفصیلات رسائل و جرائد میں شائع ہو چکی ہیں اور اردو ڈائجسٹ لاہور نے سانحۂ مکہ مکرمہ کی تفصیلات شائع کی ہیں اور بھارت میں سعودی اور ایرانی سفیروں کے انٹرویو بھی شائع کیے ہیں اور راقم الحروف نے مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کی سالانہ روداد ۱۴۰۸ھ میں بھی اس کی ضروری تفصیلات درج کر دی ہیں۔ بہر حال ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا نائب امام غائب خمینی حرمین شریفین پر قبضہ کر سکے ہیں اور تعجب ہے کہ ان دنوں میں پاکستان کے شیعہ بھی احتجاجی جلوس نکال رہے ہیں جس میں یہ مطالبہ بھی ہے کہ مکہ اور مدینہ کو آزاد شہر قرار دیا جائے۔" کیا اس مطالبہ میں ہزاروں فتنے پوشیدہ نہیں ہیں۔ کیا ماتمی حضرات یہ چاہتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ میں بھی سکون و اطمینان نہ رہے اور یہ دونوں مرکزی مقدس شہر سیاسی ہنگاموں اور زندہ باد مردہ باد نعروں کی

آماجگاہ بن جائیں۔

لبیک یاخمینی

۱۴۰۷ھ کے ایام حج میں ایرانی گھڑیوں پر یہ الفاظ بھی درج تھے لبیک یاخمینی۔ ان گھڑیوں کا عکس بھی اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ مقام عبرت ہے کہ جہاں اہلِ اسلام حج کے موقعہ پر تلبیہ میں لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کے الفاظ سے اپنے اور سارے جہانوں کے رب کو پکارتے ہیں وہاں ایرانی شیعہ حجاج لبیک یاخمینی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

عقیدہ امامت اور خمینی

اثنا عشری شیعوں کے نزدیک اصولِ دین پانچ ہیں۔ توحید۔ عدل۔ نبوت۔ امامت۔ قیامت۔ (ملاحظہ ہو شیعہ مذہب کی متداول کتاب تحفۃ العوام حصہ اول صہ۳ مطبوعہ لکھنو)۔

(۲) جدید مستند شیعہ نماز مؤلفہ مولوی زوارالحسین ہمدانی فاضل عراق

(۳) شیعہ دینیات کی پہلی کتاب مطبوعہ ۱۹۲۷ء

(۴) بھٹو دورِ حکومت میں کتاب اسلامیات لازمی برائے جماعت نہم دہم۔ حصہ دوم (شیعہ طلباء کے لیے) وغیرہ۔

اور اثنا عشری شیعہ مصنف امامت کو منصب نبوت سے افضل مانتے ہیں۔ چنانچہ شیعہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی نے بھی تصریح کی ہے: امامت بالاتر از رتبہ پیغمبری است (حیات القلوب جلد سوم صہ۱۰) یعنی پیغمبری سے امامت کا رتبہ بالاتر ہے۔ شیعہ بارہ اماموں کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ وغیرہ انبیاء سابقین علیہم السلام سے بھی افضل مانتے ہیں اور شیعوں کے نائب امام خمینی صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں: وان من ضروریات مذہبنا ان لائمتنا مقاما لایبلغہ ملک مقرب ولانبی مرسل۔ (الحکومت الاسلامیہ صہ۵۲) اور ہمارے مذہب (شیعہ اثنا عشریہ) کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے ائمہ معصومین کو وہ مقام و مرتبہ حاصل ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبی و مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا۔" (بحوالہ ایرانی انقلاب صہ۳۶ مؤلفہ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی صہ۳۶) فان للامام مقاما محمودا ودرجۃ سامیۃ وخلافۃ تکوینیۃ تخضع لولایتھا وسیطرتھا جمیع

ذراتِ الکون امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند درجہ اور ایسی تکوینی حکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے۔"
(بحوالہ ایرانی انقلاب ص۳۶)

اللہ نے گھبرا کے کہا یا علی مدد

ائمہ کے متعلق یہی وہ مشرکانہ عقیدہ ہے جس کے تحت عموماً شیعہ یا علی یا علی اور یا علی مدد پکارتے رہتے ہیں جس کی انتہا یہاں تک ہے کہ بستی بلنگاں چکوال کے اشتہار مجلس ماتم ۱۶ر جون ۱۹۸۹ء میں یہ اشعار لکھے گئے ہیں ؎

ہجرت میں مصطفےٰ نے کہا یا علی مدد — بستر پہ خود سلا کے کہا یا علی مدد
سو کر خدا کی ساری رضائیں خریدلیں — جبریل نے جگا کے کہا یا علی مدد
سورج نے تھرتھرا کے کہا یا علی مدد — تارے نے در پہ آکے کہا یا علی مدد
میں کیا کہوں کہ عرش پہ پردے میں کون تھا
اللہ نے گھبرا کے کہا یا علی مدد

یہ ماتمی تو عقیدہ تثلیث کو بھی مات کر گئے ہیں۔ کاش کہ شیعہ علماء اپنی قوم کو کچھ بھی توحید سمجھاتے تو یہ اس طرح شرک کے عمیق گڑھے میں نہ گرتے۔ لیکن یہ سب کچھ عقیدۂ امامت کی نیرنگیاں ہیں۔ واللہ الهادی۔

ماتم اور خمینی

خمینی صاحب نے مستقل طور پر شیعوں کو ماتم کرنے کی تاکید کی۔ چنانچہ شیعی نائب امام کا خطبۂ محرم ۱۴۰۰ھ صدائے جمہوری اسلامی ایران نے نشر کیا تھا جس کا ترجمہ پاکستان میں ہفت روزہ شیعہ لاہور یکم تا ۸ر جنوری ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا ہے جس کی فوٹوسٹیٹ کاپی تحریک خدام اہلسنت کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔ اس خطبہ کے بعض اقتباسات درج ذیل ہیں:

۱۔ "ہمیں سوچنا چاہیئے کہ باوجودیکہ ہم تھوڑے تھے اور ہمیشہ ظلم کی چکی میں پستے رہے۔ ہم ایک قوم کی حیثیت سے زندہ ہیں۔ اس کا راز کیا ہے —— ہماری بقا کا سب سے اہم راز سیدالشہداء

کی قربانی ہے۔ سید الشہداء نے ہمارے اس مذہب کا بیمہ کیا اور اس کی حفاظت فرمائی۔

(۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی وفات سے پہلے چند لوگوں کو اُجرت دے کر دس سال منیٰ میں گریہ کرنے کی وصیت فرمائی۔ یہی مجالس و گریہ ہے کہ جس نے ہماری ملّت کی حفاظت کی۔ علماء کا وظیفہ ہے کہ وہ اپنے باعظمت ہاتھوں سے سینہ زنی (یعنی ماتم) کریں۔ یہ ہاتھ جس سے سینہ زنی ہوتی ہے بڑے باعظمت ہیں۔

(۳) عاشورہ کے دن جو ہمارے جلوس نکلتے ہیں ان کے بارے میں یہ خیال نہ کریں کہ اس کو ہم لانگ مارچ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ جلوس مارچ ہیں جو سیاسی تقاضوں کے مطابق ہیں۔ یہ شعائر سابقہ روایات کی طرح بلکہ اس سے بہتر طریقے پر منائیں۔ وہی سینہ زنی، وہی نوحے۔ وہی گریہ ہوں اور یہی ہماری کامیابی کا راز ہے۔ اسی سیدالشہداء کی مصیبت کے بارے میں جو ہم آہنگی ہم میں پائی جاتی ہے یہ دنیا میں سب سے بڑی طاقت ہے اور دنیا میں نہایت ہی اہم ترین نفسیاتی قوت ہے۔ اس سے تمام مومنین کے قلوب باہم مربوط ہو جاتے ہیں۔ ہمیں اس نعمت کی قدر کرنا چاہیئے اور ہمارے نوجوانوں کو اس نکتہ کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے۔"

اگر ماتم کی اجازت نہ ملی تو ہم جنت میں نہیں جائیں گے

نائب امام خمینی کے بیانات اور ذاکرین و علمائے شیعہ کی ماتمی سرگرمیوں کا شیعوں پر یہ اثر ہوا ہے کہ وہ جنت کو بھی ماتم کدہ بنانا چاہتے ہیں۔ اگر جنت میں ان کو ماتم کی اجازت نہ ملی تو وہ جنت میں بھی نہیں جائیں گے۔ چنانچہ گذشتہ سال تلہ گنگ کے ایک ماتمی اشتہار کے سرورق پر یہ لکھا گیا تھا:

اٹل وعدہ ہے اے سخی عباس کے پرچم ۔۔۔ یہ دنیا کیا ہے ہم محشر کو بھی بیدار کردیں گے
اگر جنت میں بھی پابندی ہو ماتم کی ۔۔۔ تو ہم جنت جانے سے انکار کردیں گے

خمینی صاحب کے عقائد امامت وغیرہ کے لیے اس دور کی جامع کتاب "ایرانی انقلاب" ہے جس کا مطالعہ تعلیم یافتہ طبقہ کے لیے بہت مفید ہے۔ اس عقیدہ امامت کا نتیجہ یہ ہے کہ جو مسلمان شیعہ عقیدہ کے مطابق بارہ اماموں کو نہیں مانتے وہ انکار نبوت کی طرح انکار امامت کی بنا پر مومن نہیں رہتے اور اسی عقیدۂ امامت کی بنا پر علامہ باقر مجلسی نے حضرت عمر فاروق رضؓ کے متعلق

لکھا ہے کہ: آیا بعد اس حدیث کے کسی عاقل کو گنجائش ہے کہ عمرؓ کے تارکِ اسلام ہونے میں یا وہ وگ کہ قاتل با سلام عمرؓ میں شک کرے۔" (جلاء العیون مترجم جلد اوّل طبع لکھنؤ ص۴۶)

(۲) اسی عقیدہ امامت کی بنا پر شیعوں نے کلمۂ اسلام میں توحید و رسالت کے بعد علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلافصل کا اضافہ کر دیا ہے اور اذان میں بھی وہ توحید و رسالت کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کی شہادت دیتے ہیں۔

(۳) ایران کے ریڈیو سے جو اذان نشر ہوتی ہے اس میں اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اور اشہد ان محمدؐ رسول اللہ کے بعد صرف اشہد ان علیاً ولی اللہ کے الفاظ ہیں حالانکہ شیعوں کے نزدیک حضرت علی کے ولی اللہ کا معنی بھی خلیفہ ہوتا ہے۔ یہاں مراد ولایت سے محبوبیت نہیں بلکہ حکومت ہے۔

(۴) دَورِ خمینی میں کلمۂ اسلام کے یہ الفاظ بھی شائع ہوئے ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ خمینی حجۃ اللہ۔ (ماہنامہ وحدت اسلامی تہران سالنامہ ۱۹۸۶ء بحوالہ دو بھائی ص۲۷)

(۵) اسی عقیدۂ امامت کی بنا پر انہوں نے رجعت کا عقیدہ ایجاد کیا ہے کہ قیامت سے پہلے پہلے امام مہدی ظاہر ہوں گے اور وہ ان لوگوں کو زندہ کر کے سزا دیں گے جنہوں نے اہلِ بیت پر ظلم کیا اور ان کا حق غصب کیا ہے اور چونکہ مسلمانان اہلِ سُنّت و الجماعت شیعوں کے اس مخصوص عقیدہ امامت کے منکر ہیں اس لیے امام مہدی سب سے پہلے سُنّی علماء ہی کو قتل کریں گے۔ چنانچہ باقر مجلسی لکھتے ہیں: وقتیکہ قائم علیہ السلام ظاہر می شود بیش از کفار ابتدا با سنیاں خواہد کرد با علمائے ایشاں و ایشاں را خواہد کشت (حق الیقین طبع ایران ص۵۲۷)۔ جس وقت قائم (یعنی حضرت مہدی) علیہ السلام ظاہر ہوں گے تو وہ کافروں سے پہلے سنیوں اور ان کے علماء کو قتل کریں گے۔ اس کتاب میں لکھتے ہیں کہ۔ چوں قائم ما ظاہر شود عائشہ را زندہ کند تا بر او حد بزند و انتقام فاطمہ را ازو بکند (ایضاً حق الیقین ص۱۳۹) یعنی جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو حضرت فاطمہ کا انتقام لیں گے اور (حضرت) (عائشہ پر حد جاری کریں گے) العیاذ باللہ اور اسی کتاب حق الیقین ص۳۴۲ پر ہے کہ امام مہدی ظاہر ہوں گے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ مقدس میں سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی لاشیں نکال کر ان کو زندہ کریں گے اور اس الزام میں کہ انہوں

نے حضرت علیؓ کا حق چھینا، اہل بیت پر مظالم ڈھائے ان دونوں کو ہزار بار زندہ کریں گے اور ہزار بار قتل کریں گے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

خمینی اور صحابہ

اس عقیدہ امامت کی بنا پر خمینی صاحب صحابہ کرام، امہات المومنین اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کھلے مخالف ہیں۔ ان کو غیر مؤمن اور منافق قرار دیتے ہیں اور اپنی کتاب کشف اسرار میں حضرات شیخین (یعنی پہلے دو خلیفوں یعنی امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ کو مخالف قرآن قرار دیتے ہیں۔ ان کی کتاب کشف اسرار فارسی ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کے ص ۱۲۹ پر عنوان ہے۔ مخالفتہائے ابوبکر بانص قرآن یعنی (حضرت) ابوبکر نے قرآن کی صریح آیات کی مخالفت کی ہے۔ اس میں حضرت فاطمۃ الزہرا کو باغ فدک کا نہ دینا ہے اور اس میں حضرت خالدؓ بن ولید پر حد نہ لگانے کا الزام بھی ہے۔ پھر ص ۱۴۸ میں حضرت عمرؓ کے متعلق عنوان ہے۔ مخالفت عمر با قرآن خدا۔" اس میں یہ الزام بھی ہے کہ آپ نے عورتوں کے متعہ کو حرام قرار دے دیا تھا اور فاروق اعظمؓ کے بارے میں یہ الفاظ بھی لکھے ہیں:

این کلام یاوہ کہ از اصل کفر و زندقہ ظاہر شدہ مخالفت است باآیات از قرآن کریم۔

"یہ بے ہودہ کلام جو ان کے کفر و زندقیت کی بنا پر ظاہر ہوئی تھی قرآن کریم کی آیات کی مخالفت پر مبنی ہے۔"

اس سلسلے میں خمینی کی مزید عبارات حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی زید فیضہم کی کتاب "ایرانی انقلاب" میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ خمینی صاحب کھلے طور پر متعہ کو حلال قرار دیتے ہیں اور اپنے فتاویٰ میں بھی انہوں نے تصریح کر دی ہے کہ باپ دادا محرم ہونے کے لیے ایک یا دو گھنٹے کے واسطے اپنے نابالغ لڑکے کا متعہ کسی عورت سے کر سکتے ہیں اور نیز اپنی نابالغ لڑکی کا متعہ محرم بنانے کے واسطے کسی مرد سے کر سکتے ہیں۔ (توضیح المسائل مترجم اردو ص ۲۹۳۔ بہر حال خمینی صاحب شیعہ مذہب کے مخصوص عقائد، امامت۔ تقیہ۔ متعہ۔ تبرا کے نہ صرف قائل بلکہ مبلغ اور محافظ تھے۔ اسی لیے انہوں نے آئین ایران میں فقہ جعفری کو غیر متبادل بنیادی حیثیت دی تھی۔ پاکستان کے شیعہ علماء و مجتہدین

دکھ کا اظہار کرتی ہوں۔ ایران کے عوام عالم اسلام کے ایک بے مثال روحانی قائد سے محروم ہو گئے ہیں۔ وزیر اعظم نے اپنے پیغام میں کہا کہ امام خمینی کی قیادت میں ایران میں اسلامی انقلاب کے نتیجے میں نہ صرف ایرانی معاشرے بلکہ عالم اسلام میں بنیادی تبدیلی آئی جس نے اسلام کے ابدی پیغام پر اس کے ایمان کو حیاتِ نو بخشی۔ آخر میں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ وہ مرحوم کی رُوح کو ابدی سکون بخشے اور ایرانی بھائیوں کو یہ قومی نقصان برداشت کرنے کی ہمت دے۔"

(ایضاً نوائے وقت راولپنڈی ۵ر جون ۱۹۸۹ء۔ چوتھا ایڈیشن اور ہفت روزہ صادق ۸/۱۶ جون ۸۹ء)

اخبار میں یہ بھی لکھا ہے کہ: وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کو آج اسلام آباد ایئر پورٹ پر ایران کے مذہبی رہنما آیت اللہ خمینی کے انتقال کی خبر طیارے میں دی گئی۔ انتقال کی خبر اس وقت ملی جب وزیر اعظم کا طیارہ روانہ ہونے والا تھا۔" (ایضاً نوائے وقت ۵ر جون ۱۹۸۹ء)

یہ ملحوظ رہے کہ بے نظیر بھٹو اس طیارے میں امریکہ کے دورے پر روانہ ہو رہی تھیں لیکن خمینی کے انتقال کی خبر طیارے میں سُننے کے باوجود امریکہ کا دورہ منسوخ نہ کرنے پر پاکستان کے شیعوں نے برہمی کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ ہفت روزہ "صادق" کے اداراتی نوٹ میں ہے کہ: کتنے افسوس کا مقام ہے کہ عین اس دن جب امام کی خبر وفات پوری دنیا میں سُنائی دے چکی تھی ہماری وزیر اعظم ایک ایسے ملک کے دورے پر روانہ ہو گئیں جو نہ صرف اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے بلکہ تمام اسلام دشمن طاقتوں کا مربی اور سرپرست بھی ہے۔

(ہفت روزہ 'صادق' لاہور ۸/۱۶ جون ۱۹۸۹ء)

صدر اسحٰق کی جنازہ میں شرکت

صدر مملکت پاکستان خمینی کے جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور سوائے اسحٰق خان کے خمینی کے جنازہ میں کسی ملک کا کوئی سربراہ شریک نہیں ہوا۔" (روزنامہ مشرق لاہور، ۷ر جون ۱۹۸۹ء)

خدا جانے ہمارے صدر صاحب نے ہاتھ باندھ کر جنازہ پڑھا ہے یا ہاتھ کھول کر اور چار تکبیریں پڑھی ہیں یا پانچ۔

وزیر اعلیٰ پنجاب

اسلامی جمہوری اتحاد کے صدر اور وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر نواز شریف نے آیت اللہ رُوح اللہ خمینی کی وفات

بھی اپنے عقائد کی بنیاد پر صحابہ کرام۔ امہات المومنین اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف اپنی تصانیف میں زہر افشانی کرتے رہتے ہیں۔ اس کے لیے ملاحظہ ہو میرا رسالہ "صحابہ کرامؓ اور پاکستان"۔ عقیدۂ تحریف کے متعلق بھی حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کی کتاب "ایرانی انقلاب" میں تفصیلات مل سکتی ہیں۔ بندہ نے بھی اپنے رسالہ "عظیم فتنہ" میں اس موضوع پر کچھ لکھ دیا ہے۔

موتِ خمینی، تعزیتی پیغامات، علماءِ اسلام

صدر مملکت

صدر غلام اسحٰق خان اور وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے امام روح اللہ الموسوی الخمینی کی وفات پر گہرے دُکھ اور غم کا اظہار کیا ہے۔ صدر مملکت نے ایران کے صدر حجۃ الاسلام علی خامنائی کے نام اپنے تعزیتی پیغام میں کہا ہے کہ میں آپ اور ایران کے برادر عوام سے امام روح اللہ الموسوی الخمینی کی وفات پر اپنی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں اس افسوسناک خبر سے پاکستان کے عوام کو سخت دُکھ ہوا ہے اور ملک بھر میں غم کے گہرے بادل چھا گئے ہیں۔ صدر مملکت نے اپنے پیغام میں کہا کہ ہم سب کو ناقابلِ تلافی نقصان ہوا ہے اور ہم اپنے ایرانی بھائیوں کے سوگ میں شریک ہیں۔ ان کی وفات سے ایک یادگار دَور ختم ہو گیا ہے۔ امام خمینی کی روحانی قوت، ان کی عقل و دانش اور ان کی انقلابی قیادت نے تاریخ پر انمٹ نقوش چھوڑے ہیں اور ایران کے عوام مستقبل میں بھی ان کی فکر سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔ صدر مملکت نے کہا کہ ہم خدائے بزرگ و برتر سے دُعا گو ہیں کہ وہ مرحوم کی رُوح کو ابدی سکون عطا کرے۔" (نوائے وقت راولپنڈی ۵ رجون ۱۹۸۹ء، چوتھا ایڈیشن)

(ہفت روزہ صادق ۱۶/۸ جون ۱۹۸۹ء)

بے نظیر بھٹو

ایرانی وزیر اعظم حسین الموسوی کے نام تعزیتی پیغام میں وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ہمیں امام خمینی کی وفات کی خبر سُن کر گہرا دکھ اور افسوس ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حکومتِ پاکستان کے عوام اور اپنی جانب سے امام کی وفات پر انتہائی گہرے

پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ علامہ آیت اللہ روح اللہ خمینی کے صاحبزادے آقائے سید احمد خمینی کے نام ایک تعزیتی پیغام میں وزیر اعلیٰ نے کہا کہ علامہ آیت اللہ روح اللہ کی وفات سے مسلم امت اسلامی انقلاب لانے والے ایک عظیم مذہبی رہنما اور عالمِ دین سے محروم ہو گئی ہے۔ مرحوم کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ مسٹر نواز شریف نے مزید کہا ہے کہ اسلام اور مسلم اُمہ کی بھلائی کے لیے علامہ آیت اللہ رُوح اللہ خمینی کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ پاکستان کے عوام ان کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اسلام کے لیے مرحوم کی خدمات دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے۔" (ایضاً نوائے وقت راولپنڈی ۵ جون ۱۹۸۹ء)

متحدہ اپوزیشن

اسلام آباد۔ مشترکہ اپوزیشن نے ایران کے روحانی پیشوا آیت اللہ رُوح اللہ خمینی کی وفات پر گہرے دُکھ کا اظہار کیا ہے۔ بزرگ سیاست دان نواب زادہ نصر اللہ خان نے ایک مقامی ہوٹل میں مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اپوزیشن پارٹیوں کی طرف سے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دیں اور سوگوار خاندان کو یہ صدمہ صبر و استقامت سے برداشت کرنے کی توفیق دے۔

(ہفت روزہ اسد لاہور ۱/۲ جون ۱۹۸۹ء)

صدر قذافی

صدر لیبیا معمر قذافی نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ۔ امام خمینی عظیم قائد تھے۔ وہ غیور قوموں کے رہنما تھے۔ ملتِ اسلام اور انقلابی قوتیں ان کی احسان مند ہیں۔ (ہفت روزہ صادق لاہور ۸/۱ جولائی ۱۹۸۹ء)۔

(۲) کرنل قذافی نے آیت اللہ خمینی کو پیغمبرِ انقلاب قرار دے دیا۔ (ہفت روزہ صادق ۱/۸ جون ۸۹ء)

قاضی حسین احمد

جماعتِ اسلامی پاکستان کے امیر قاضی حسین احمد نے ایران کے روحانی پیشوا آیت اللہ روح اللہ خمینی کی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ آج صبح ایرانی قونصل جنرل لاہور کی طرف سے ٹیلی فون پر جماعتِ اسلامی کے ہیڈ کوارٹر میں اس حادثہ فاجعہ کی اطلاع ملنے کے فوراً بعد وہ ایرانی قونصل جنرل گئے۔ ایرانی قونصل خانے میں جمع شدہ غم زدہ لوگوں سے خطاب کیا اور قونصل خانے کے عملے سے تعزیت کی۔ ایک بیان میں

انہوں نے کہا کہ ایران میں شاہی حکومت کے مظالم کے خلاف امام خمینی آزادی حریت اور انقلاب کی علامت کے طور پر اُبھرے تھے اور ان کی جلاوطنی کے علی الرغم ایرانی قوم نے جس طرح امام خمینی کی قیادت پر متفق و متحد ہو کر اسلامی انقلاب کے لیے جانی و مالی لازوال قربانیاں پیش کی تھیں ان کی کوئی مثال ماضی قریب کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ وہ اس موقع پر ایرانی قوم کے غم میں پوری طرح شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایرانی قوم کی صحیح رہنمائی فرمائے اور آیت اللہ خمینی کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے اسے اسے فضل خاص سے پُر فرمائے۔"

(ہفت روزہ صادق لاہور ۸/۱۴ جون ۱۹۸۹ء)

پروفیسر صبغۃ اللہ مجددی

آج شام ایرانی سفیر کی اقامت گاہ پر تعزیت کے لیے آنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ شام کو جب ٹیلی ویژن پر آیت اللہ خمینی کے بارے میں فلم دکھائی گئی تو ایرانی سفیر اور ان کا عملہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ میر محمود موسوی کی اقامت گاہ پر تعزیت کے لیے آنے والوں میں عبوری افغان حکومت کے سربراہ پروفیسر صبغۃ اللہ مجددی اور وفاقی وزیر برائے پٹرولیم مسٹر جہانگیر بدر بھی شامل تھے۔ (ہفت روزہ صادق لاہور ۸/۱۴ جون ۱۹۸۹ء) یہاں بطور نمونہ بعض حکمرانوں اور پارٹی سربراہوں کے تعزیتی پیغام کو نقل کر دیا ہے ورنہ سیاسی لیڈروں اور مرکزی حکمرانوں میں سے کوئی ہی ہوگا جس نے خمینی کے لیے تعزیتی پیغام نہ بھیجا ہو اور شیعہ علماء و زعماء کے تو پیغامات نقل کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ خمینی صاحب ان کے مسلمہ نائب امام غائب تھے۔

علمائے اسلام کے تعزیتی پیغامات

مفتی محمد حسین نعیمی (بریلوی)

لاہور کے مفتی محمد حسین صاحب نعیمی نے اپنے پیغام میں کہا ہے:۔" امام خمینی کی وفات سے ایران کے انقلابی اور سیاسی معاملات میں زیادہ فرق نہیں پڑا کیونکہ امام خمینی نے اپنے چند سالوں میں ایک ایسی انتظامیہ قائم کر دی ہے جو ایران کے سیاسی اور انقلابی حالات کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ ویسے بھی وہ اپنی زندگی

میں انتظامی امور سے علیحدہ تھے۔ ایران میں نئے انتخاب کا بھی اعلان ہو چکا ہے جس کے بعد نئی حکومت بن جائے گی۔ سابق شاہ ایران کے بیٹے رضا پہلوی کے برسر اقتدار آنے کا اگرچہ کوئی امکان نہیں البتہ سُپر طاقتوں کی سازش کے ذریعہ اس بات کا امکان خارج از امکان بھی نہیں۔ موجودہ دور میں امام خمینی نے ایک تاریخ ساز کردار ادا کیا ہے کہ اس گئے گذرے زمانے میں بھی علمائے حق کا عوام پر اتنا اثر ہے کہ عوام کا انہیں اعتماد حاصل ہے اور وہ بڑی سے بڑی جابر حکومت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ (نوائے وقت اشاعت خاص ۸ر جون ۱۹۸۹ء)۔ ہفت روزہ صادق لاہور ۸/۱۴ جون ۱۹۸۹ء میں مفتی صاحب موصوف کا پیغام مختصراً نقل کیا ہے۔

پروفیسر طاہر القادری (بریلوی)

پاکستان عوامی تحریک کے چیئرمین علامہ طاہر القادری نے کہا کہ۔ آیت اللہ خمینی نے حضرت علی رضؓ کی سی زندگی گزاری اور حضرت امام حسین رضؓ کی طرح دنیا سے رخصت ہوئے۔ امام خمینی خود تو زمین کے پیٹ میں چلے گئے مگر زمین کی پیٹھ پر چلنے والے لاکھوں انسانوں کو جینے کا سلیقہ سکھا گئے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے گذشتہ روز امام خمینی کی یاد میں منعقدہ ایک تعزیتی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

روزنامہ جنگ لاہور اڈیشن ۸ر جون ۸۹ء (ہفت روزہ شیعہ لاہور ۱۶ر جون ۱۹۸۹ء)

مولانا عبدالقادر روپڑی (اہل حدیث)

مولانا عبدالقادر روپڑی نے کہا۔ امام خمینی کی وفات کے بعد ان کا جانشین وہی ہوگا جو کہ مذہب کا خیال رکھے گا۔ ہر وہ طاقت جو کہ اسلام کے لیے تقویت کا باعث ہو اس سے کفر کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔ اس لیے امریکہ اور روس کی آپس کی کشمکش جاری رہے گی۔ امام خمینی نے اسلام کے نام پر جو کچھ اپنے ملک کے لیے کیا ہے اس کی نظیر دُنیا میں کہیں نہیں ملتی۔

(نوائے وقت اشاعت خاص ۸ر جون ۱۹۸۹ء)

مولانا کوثر نیازی

مولانا کوثر نیازی اصطلاحاً تو علماء میں شمار نہیں کیے جاتے کیونکہ وہ کسی دینی دارالعلوم یا جامعہ کے سند یافتہ نہیں ہیں۔ البتہ مذہبی معلومات رکھتے ہیں۔ مصنف بھی ہیں اور مقرر بھی لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کس مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ (وہ سالہا سال مودودی جماعتِ اسلامی سے بھی منسلک رہے ہیں) وہ سب کے ساتھ بھی ہیں

اور کسی کے ساتھ بھی نہیں۔ جب وہ پیپلز پارٹی کے لیڈروں میں سے تھے، مجھے یاد ہے کہ کسی جلسہ میں ذوالفقار علی بھٹو کی موجودگی میں یہ کہا تھا کہ بھٹو تو آفتاب ہیں ہم تو ان کی چھوٹی چھوٹی شعاعیں ہیں۔ ان کے متعلق شیعہ ہفت روزہ میں لکھا ہے کہ۔ تحریک تحفظ ناموس رسالت کے رہنما مولانا کوثر نیازی گذشتہ روز تحریک کے ایک وفد کے ساتھ ایرانی سفیر کے گھر گئے اور ان سے امام خمینی کی وفات پر تعزیت کی۔ اس موقع پر انہوں نے تعزیتی کتاب میں درج ذیل شعر تحریر کیا۔

حال ما در ہجر رہبر کم تر از یعقوبؑ نیست   او پسر گم کردہ بود و ما پدر گم کردہ ایم

یعنی اپنے رہبر کی جدائی میں ہمارا حال حضرت یعقوبؑ سے کم نہیں۔ ان کا بیٹا گم ہوا تھا اور اب ہمارا باپ گم ہو گیا ہے۔" (ہفت روزہ شیعہ لاہور ۱۶ جون ۱۹۸۹ء) اس شعر سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوثر نیازی شیعہ ہیں واللہ اعلم۔ اب انتظار کرنا چاہیے کہ روتے روتے ان کی بینائی کب زائل ہوتی ہے۔

مولانا زاہد الراشدی (دیوبندی)

مولانا زاہد الراشدی جمعیۃ علماء اسلام (حضرت درخواستی گروپ) کے سیکریٹری نشر و اشاعت ہیں۔ ان کے تعزیتی پیغام میں ہے۔ ہمارے پڑوسی برادر ملک ایران کے عوام اپنے ایک عظیم لیڈر سے محروم ہو گئے ہیں۔ یہ ان کا قومی نقصان ہے۔ ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ امام خمینی نے اپنے اس انقلاب کی بنیاد ایک مستحکم تحریک پر رکھی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان کے جانشین کا انتخاب ایک مشکل امتحان اور بحران ہے لیکن ایران کی انقلابی قیادت اس بحران پر قابو پا لے گی۔ اس سے پہلے بھی ایرانی انقلاب کو جناب رجائی اور دیگر علمائے کرام کے ایک حادثہ میں قتل ہو جانے کے باعث دھچکا لگا تھا، تاہم اس موقع پر بیرونی طاقتیں اپنے اثرات پیدا کرنے کی کوشش کریں گی لیکن موجودہ انقلابی جماعت کی نظریاتی طور پر جس طرح تربیت ہے اس سے وہ طاقتیں بآسانی اثر انداز نہیں ہو سکیں گی۔ (ایضاً نوائے وقت۔ اشاعت ۸ جون ۱۹۸۹ء)

مولانا محمد خان شیرانی (فضل الرحمن گروپ)

خمینی کی تعزیت کے سلسلہ میں امام حسین کونسل کے زیر اہتمام ایک تقریب زیر صدارت حاکم علی زرداری، رکن قومی اسمبلی منعقد ہوئی جس میں وفاقی وزیر مذہبی امور خان بہادر خان، وفاقی

وزیر تعمیرات محمد حنیف خان، آیت اللہ محمد آصف محسنی (افغانستان) خصوصی طور پر شریک ہوئے۔ ان کے علاوہ پیر سید روح الامین آف مانکی شریف اور صاحبزادہ روح الحسنین معین آف دیول شریف، سید مرتضیٰ زیدی (شیعہ) وغیرہ بھی شریک تھے۔ اس اجلاس میں جمعیۃ علماءِ اسلام کے ممتاز راہنما مولانا محمد خان شیرانی رکن قومی اسمبلی نے بھی خطاب کیا۔ مولانا محمد خان شیرانی نے کہا کہ امام خمینی اس صدی کے سب سے بڑے عالم باعمل مسلمان، سیاسی رہبر تھے۔ انہوں نے سادگی اور درویشی سے دنیائے اسلام کو اپنی اہمیت کا احساس دلایا۔

(نوائے وقت راولپنڈی ۱۵ جون ۱۹۸۹ء)

مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی (دیوبندی)

پنجاب کی صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں جو تعزیتی قرارداد پیش کی گئی اس کی اخباری رپورٹ حسبِ ذیل ہے:

اجلاس کے آغاز میں آیت اللہ روح اللہ خمینی کے ایصالِ ثواب اور دُعا کے بعد ارکانِ اسمبلی کی جانب سے متعدد قراردادیں آئیں جس میں بعض فوت ہونے والوں کے لیے فاتحہ کے لیے کہا گیا۔ اسمبلی کے ایک رکن بدر محی الدین اور مولانا چنیوٹی کے کہنے پر آیت اللہ خمینی کی وفات پر تعزیتی قرارداد جو کہ نصر اللہ دریشک (وزیرِ قانون) نے پڑھی۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے اس میں دو غلطیاں نکالیں اور اس قرارداد میں اس ضمن میں ترمیم کی گئی۔ مولانا چنیوٹی نے کہا کہ مُدَّظِلُّہٗ صرف زندہ افراد کے لیے بولا جاتا ہے۔ فوت ہونے والوں کے لیے رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مناسب رہے گا۔ اسی طرح نصر اللہ دریشک نے جب کہا کہ انہیں مقام عِلّیین نصیب ہو تو مولانا چنیوٹی نے کہا کہ مقام علیین نہیں مقام العلیین لفظ ہے۔ (جنگ لاہور ۱۹۸۹ء) کاش کہ مولانا چنیوٹی اس اجلاس میں ہی نہ آتے یا اصلاح نہ کرتے اور خاموش بیٹھے رہتے تو ان کا تلقین کردہ رحمۃ اللہ علیہ ریکارڈ میں تو نہ آتا!!!

مولانا سمیع الحق صاحب (دیوبندی)

مولانا سمیع الحق صاحب سینیٹر جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماءِ اسلام (درخواستی گروپ) نے کہا۔ امام خمینی نے جو انقلاب برپا کیا اس سے ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کی دیواریں ہل گئی ہیں۔ اس سے یہ واضح ہُوا ہے کہ اسلامی معاشرہ میں دین اور اسلام کا علم لے کر اب بھی انقلاب لایا جا سکتا ہے۔ خمینی صاحب کے جانے

کے بعد انتظامی ڈھانچہ بہرطور اسی طرح موجود ہے اور ایران کے اسلامی انقلاب کو ان کی رحلت کے بعد کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔" (ایضاً نوائے وقت (اشاعت خاص) ۸ جون ۱۹۸۹ء) مولانا سمیع الحق صاحب کا یہ بیان ہفت روزہ صادق لاہور ۱۶/۸ جون ۱۹۸۹ء میں بھی شائع ہوا ہے۔

(تبصرہ) یہاں اس سے بحث نہیں کہ اسلامی معاشرہ میں اسلامی انقلاب ممکن ہے یا نہیں بلکہ بحث اس میں ہے کہ یہ ایرانی انقلاب اسلامی انقلاب تھا یا شیعی انقلاب۔ ہفت روزہ ایشیا ۴ ۲ جون ۸۹ء کے حوالہ سے ایرانی آئین کی بعض دفعات پہلے نقل کی گئی ہیں اور اردو ڈائجسٹ لاہور نے بھی ایرانی انقلاب پر تبصرہ کرتے ہوئے وہی دفعات پیش کی ہیں۔

ایرانی آئین اور اُردو ڈائجسٹ

اُردو ڈائجسٹ نے موتِ خمینی پر مفصل تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ایران میں ۱۹۷۹ء کا انقلاب اسلام کے نام پر آیا لیکن جب آئین بنا تو ایرانی رہنماؤں نے اسے خاص فرقہ وارانہ رنگ دے دیا۔ اس آئین کی دفعہ ۱۲ میں کہا گیا ہے کہ :- ایران کا سرکاری مذہب جعفری اثنا عشری اسلام ہے اور یہ ابدی اور ناقابل تبدیل ہے۔ آئین کی رُو سے کوئی قانون اثنا عشری عقیدے کے منافی نہیں بن سکتا اور کوئی غیر شیعہ عہدۂ صدارت پر فائز نہیں ہو سکتا۔ ملک کی سب سے با اختیار کونسل علماء کی نگران کونسل میں کوئی غیر اثنا عشری شامل نہیں ہو سکتا۔ پھر آیت اللہ خمینی نے اپنی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" میں اسلامی حکومت کا جو تصور پیش کیا ہے وہ اجماعِ امت کے سراسر خلاف ہے الخ (ماہنامہ اُردو ڈائجسٹ لاہور ص۱۷۱۔ جولائی ۱۹۸۹ء)۔ اس مضمون میں ایران کی معاشی بدحالی کا بھی ذکر کیا ہے لیکن بخوف طوالت ہم اس کو نظر انداز کرتے ہیں۔

خمینی اسلام

آئین کی منقولہ دفعات کے پیشِ نظر ہر اہلِ فہم و انصاف اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ شیعہ انقلاب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب سے شیعیت کی بُنیاد رکھی گئی ہے شیعہ فرقہ اپنے مذہب شیعہ کے فروغ پر ہی محنت کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ جہاں یہ لوگ اپنی شیعیت کا اظہار نہیں کر سکتے تھے وہاں انہوں نے حنفی شافعی بن کر زیر زمین اپنا مذہب پھیلایا۔ چنانچہ ان کے شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری نے (جسے جہانگیر بادشاہ نے قتل کرا دیا تھا) اپنی کتاب مجالس المومنین میں خود اس بات کا اقرار کیا ہے کہ ہمارے علماء حنفی و شافعی بن کر کام کرتے رہے ہیں اور حضرت

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے تحفہ اثنا عشریہ میں اس کی تفصیل بیان کی ہے کہ شیعہ علماء کن کن طریقوں سے اپنا مذہب پھیلاتے ہیں اور شیعہ ادیب اعظم مولوی ظفرالحسن صاحب امروہی نے (جن کی موت گذشتہ دنوں ہی ہوئی ہے) لکھتے ہیں :۔ "ہمارا عقیدہ ہے کہ تقیہ ضروریاتِ دین سے ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا تقیہ میرا اور میرے آباء کا دین ہے ـــــــ تقیہ ہی وہ سپر ہے جس نے شیعوں کا وجود باقی رکھا ورنہ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں یہ کب کے تباہ و برباد اور نیست و نابود ہو گئے ہوتے"۔

(عقائد الشیعہ ص۱۰۲)

خمینی نے خود ائمہ کو تقیہ کرنے والا لکھا ہے جیسا کہ پہلے حوالہ نقل کیا گیا ہے۔ شیعہ اپنے غلبہ کے دور میں بھی تقیہ کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ خمینی جو سنّی شیعہ اتحاد کا نعرہ لگاتے رہے ہیں یہ بھی تقیہ پر مبنی ہے اور پاکستان کے شیعہ علماء کھل کر صحابہ کرامؓ اور خلفائے عظامؓ کے خلاف زہر اگلنے کے باوجود سنی شیعہ اتحاد ہی کی دعوت دیتے رہے ہیں اور کئی سُنّی علماء ان کے اس فریب میں آجاتے ہیں۔

خدّام الدّین لاہور اسی فریب خوردہ ذہنیت کا نتیجہ ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہٗ کے جاری کردہ ہفت روزہ خدّام الدّین لاہور ۲ر جون ۱۹۸ میں کسی ابوناصر حجازی کے قلم سے بعنوان "نظامِ مصطفٰے کا عملی نفاذ ۔ اسلامی قائدین سے چند گزارشات" ایک مفصل مضمون شائع ہوا ہے جس کی بعض عبارات حسبِ ذیل ہیں :

۱۔ ایک اور اہم پہلو جس کی جانب علمائے حق کو فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے، وہ آج کل کے علماء سُو کا علمی احتساب ہے۔ یہ فتوٰی فروش حضرات ہر دور میں حاکمانِ وقت کے کاسہ لیس رہے ہیں"۔ اس سلسلے میں انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا ایک مکتوب بھی پیش کیا۔

۲۔ اسی طرح طالع آزما سیاست دانوں اور فصلی بیٹروں کو مجوزہ اسلامی اتحاد سے دُور رکھنا بھی اشد ضروری ہے۔

۳۔ پاکستان میں نفاذِ اسلام کی صورت میں تمام مکاتبِ فکر کو عددی تناسب کے لحاظ سے نمائندگی ضروری ہوگا جیسا کہ افغان مجاہدین کی عبوری حکومت شیعہ مکتبِ فکر کو نمائندگی دینے پر آمادہ ہے۔ اس لیے مستقبل میں قومی انتشار سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ مجوزہ اسلامی اتحاد میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ اور دوسری شیعہ تنظیموں کو شامل کیا جائے"۔ یہ ابوناصر حجازی کوئی قلمی نام معلوم ہوتا ہے اور غالباً یہ تقیہ باز شیعہ ہے جو علماء میں گھس کر اپنے خفیہ مشن کی تکمیل کر رہا ہے۔ علمائے سُو کے بارے میں تو اس تقیہ باز ناصح کو

مکتوبِ مجددی یاد آگیا لیکن اعدائے صحابہ کرامؓ کے بارے میں جو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی نے حدیث نبوی پیش فرمائی ہے وہ یاد نہیں رہی: اذا ظھرت الفتن او البدع وسبّت اصحابی فلیظھر العالم علماء ومن لم یفعل ذلک فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ لہ صرفاً ولا عدلاً (جب فتنے ظاہر ہوں گے یا بدعتیں ظاہر ہوں گی اور میرے اصحاب کو بُرا بھلا کہا جائے گا تو اس وقت عالم دین پر لازم ہے کہ وہ اپنے علم کے ذریعہ صحابہ کرام کا دفاع کرے اور جو عالم ایسا نہیں کرے گا اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور سب لوگوں کی لعنت نہ اس کی فرض عبادت قبول ہو گی نہ نفلی)۔

مقامِ عبرت امامت، تقیہ، متعہ، تبرّا اور ماتم کے متعلق خمینی عبارات پہلے پیش کر دی گئی ہیں۔ عقیدہ امامت، عقیدہ ختم نبوّت کے بھی منافی ہے اور عقیدہ توحید کے بھی۔ اور شیعیت کی اصل بنیاد ہی عقیدہ امامت ہے۔

(۲) عقیدہ امامت قرآن کی موعودہ خلافت راشدہ کے بھی خلاف ہے اور اسی بنا پر انہوں نے کلمہ اسلام اور اذان میں حضرت علی المرتضیٰ رضؓ کے لیے ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلافصل کا اضافہ کر کے پہلے تین خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی خلافت حقہ کی نفی کا اظہار کیا ہے العیاذ باللہ۔

(۳) خمینی نے کھلم کھلا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کو قرآن کا مخالف قرار دیا ہے اور حضرت فاروق اعظمؓ کے کلام کو یاوہ گوئی اور کفر و زندقہ پر مبنی قرار دیا ہے۔

(۴) شیعہ سوائے چند صحابہؓ کے تمام صحابہ کرامؓ کو کافر، منافق اور مرتد قرار دیتے ہیں۔

(۵) شیعہ ازواج مطہرات کی اکثریت پر کفر و نفاق کا بہتان لگاتے ہیں اور خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ کے خلاف تو کھلم کھلا اپنے بغض و عناد کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ حسبِ ارشاد خداوندی وازواجہ امھاتھم تمام ازواج مطہرات مومنین کی مائیں ہیں۔

خلفائے ثلثہ پر تحریفِ قرآن کا بہتان شیعہ خلفائے ثلثہ پر تحریفِ قرآن کا بہتان لگا کر ان کو واضح طور پر جہنمی قرار دیتے ہیں العیاذ باللہ۔ چنانچہ شیعہ مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی نے (جس کے ترجمہ کے بڑے بڑے مجتہدین لکھنؤ نے تصدیق

کی ہے! نے آیت یوم تبیض وجوہٌ وتسودّ وُجُوہ کے تحت یہ روایت نقل کی ہے: "تفسیر قمی میں حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امّت میرے پاس پانچ جھنڈوں کے تحت میں ہو کر آئے گی۔ ان میں سے چار کے تحت تو بھوکے پیاسے جہنّم میں بھیج دیے جائیں گے اور پانچویں کے سیر و سیراب جنّت میں داخل کیے جائیں گے (پوری حدیث ضمیمے میں ملاحظہ فرمایئے) (سورہ آل عمران رکوع ۱۱) اس ترجمہ قرآن کا ضمیمہ علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہوا ہے جس میں کھُل کر بعض صحابہ کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ ضمیمہ مذکورہ صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں: ان پانچ جھنڈوں میں سے پہلا جھنڈا اس امت کے گوسالہ (ابوبکر) کا ہوگا۔ اس میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں سے سوال کروں گا کہ تم نے میرے بعد ان دو گرانقدر چیزوں کے ساتھ جو میں تم میں چھوڑ آیا تھا کیا برتاؤ کیا۔ وہ جواب دیں گے کہ ثقل اکبر (یعنی کتاب خدا) میں تو ہم نے تحریف کی اور اسے پسِ پشت ڈال دیا اور رہا ثقل اصغر (یعنی اہل بیت رسول) ان سے ہم نے عداوت اور بغض رکھا اور ظلم کیا۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں میں ان سے یہ کہوں گا کہ تمہارے منہ کالے ہوں تم جہنم میں بھوکے پیاسے چلے جاؤ۔ پھر دوسرا جھنڈا اس امت کے فرعون (عمر) کا میرے پاس آئے گا اور میں ان سے سوال کروں گا ——— تو میں ان سے کہوں گا کہ تمہارا بھی منہ کالا ہو، تم بھی جہنم میں پیاسے چلے جاؤ۔ اس کے بعد تیسرا جھنڈا اس امّت کے سامری (عثمان) کا آئے گا۔ ان سے بھی یہی سوال کروں گا ——— تو میں ان سے کہوں گا کہ تمہارا بھی منہ کالا ہو، جہنم میں پیاسے چلے جاؤ۔ الخ۔ عبارت میں خلفائے ثلٰثہ کے نام پر لعنت کا نشان لعہ بھی لگایا۔ العیاذ باللہ۔ یہی روایت مولوی امداد حسین کاظمی نے ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر درج کی ہے البتہ خلفائے ثلٰثہ کے بریکیٹ میں نام نہیں لکھے۔ یہاں بخوفِ طوالت تحریفِ قرآن کے متعلق عقیدہ شیعہ بیان کرنے کی گنجائش نہیں۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ تحریفِ قرآن کی بحث بھی مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی دام فیضہم کی کتاب "ایران انقلاب" میں قابلِ دید ہے۔ میرے والد ماجد حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیرؒ نے بھی "آفتابِ ہدایت" میں اہم بحث کی ہے اور امام اہلسنّت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی نے "تنبیہ الحائرین" وغیرہ تصانیف میں اس مسئلہ پر محققانہ تفصیلی بحث لکھی ہے اور بندہ کے رسالہ "عظیم فتنہ" میں شیعہ مصنفین کی تازہ اُردو تصانیف

کی عبارتیں بھی درج کر دی ہیں جن سے تحریفِ قرآن کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے ۔ بہرحال خمینی اور بعض دوسرے شیعہ مصنفین کے جو عقائد بحوالہ کتب میں نے اس مضمون کے سابقہ صفحات میں نقل کیے ہیں علماءِ اسلام ان کو بنظرِ تحقیق پڑھیں اور سُنّی مسلمہ عقائد کو بھی پھر دیکھ لیں ۔ شیعہ کلمہ و اذان اور اپنے کلمہ و اذان کا بھی موازنہ کر لیں ۔ صحابہ کرامؓ کے بارے میں امام ربانی حضرت مجددؒ الف ثانی " کا مختصر رسالہ جو "تائید اہلسنّت" کے نام سے مترجم چھپا ہے اس میں حضرت مجدد صاحبؒ کا یہ ارشاد بھی پڑھ لیں ۔ قال ابن الصلاح والمنقاری الصحابۃ کلھم عدول ۔ وقال ابن حزم الصحابۃ کلھم من اھل الجنۃ قطعًا قال سبحانہ تعالی لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنی ۔ چنانچہ ابن صلاحؒ اور منقاریؒ نے کہا کہ صحابہؓ سب کے سب عادل اور ثقہ ہیں ۔ ابن حزمؒ نے کہا کہ صحابہ کل قطعی جنتی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ فتح مکہ سے پہلے جن صحابہؓ نے دین کی نصرت میں اپنا مال خرچ کیا اور جہاد کیا ان کا درجہ ان لوگوں سے بڑا ہے جنہوں نے فتح مکہؓ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے سب سے حسنیٰ کا وعدہ فرمایا ہے ۔ اب اس سے خطاب انہی صحابہ کو ہے تو ان کے لیے حسنیٰ (جنت) کا ثبوت ملا" (تائید اہلسنّت مترجم اردو ص ۶۶-۶۷)

خلفائے راشدین

ہم اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین چار ہیں جو آیت استخلاف اور آیت تمکین کا مصداق ہیں ۔ یعنی امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہم ۔ یہ چاروں خلفاء مہاجرین اولین میں سے ہیں ۔ بدری صحابہ میں سے ہیں (حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمتِ بدر میں سے حصہ دیا تھا کیونکہ آپؓ بامر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنتِ رسول حضرت رقیہؓ کی تیمارداری کے لیے مدینہ منورہ میں ٹھہر گئے تھے) چاروں خلفاء احد، خندق، فتح مکہ میں شریک ہوئے ۔ چاروں بیعتِ رضوان میں شامل ہیں جن کو حق تعالےٰ نے لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرہ (پ ۲۶ سورہ الفتح) میں اپنے راضی ہونے کی بشارت دی ۔ یہ چار یار عشرہ مبشرہ میں بھی شامل ہیں ۔ ان مخصوص قرآنی فضائل سے متصف پہلے تین خلفائے راشدین کے ایمان و خلوص کا جو فرقہ

یا جو شخص کھلم کھلا انکار کرتا ہے تو اس کے انقلاب کو اگر آپ علمائے کرام اسلامی انقلاب کہتے ہیں تو آپ کو اپنے عقیدے پہ نظرثانی کرنا پڑے گی کہ آپ کا صحابہ کرامؓ، امہات المومنینؓ اور خلفائے ثلاثہؓ کے بارے میں اپنا اصلی عقیدہ کیا ہے۔ یہ مسئلہ مروجہ جمہوری سیاست کا نہیں بلکہ اس مسئلہ کا تعلق دین وایمان سے ہے۔ آپ کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدینؓ سے اللہ راضی ہوا اور وہ جنتی ہیں یا ان کے منکرین سے اللہ راضی ہے اور وہ جنتی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ جماعت صحابہ کرامؓ اور خلفائے ثلثہ راشدینؓ نے جو اسلام قبول کیا اور اس کے مطابق عمل کیا اور قیصر وکسریٰ کی طاغوتی طاقتوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا ان کا اسلام حقیقی ہے یا ایران کے انقلابی رہنما اور شیعوں کے نائب امام غائب خمینی کا۔ خلفائے راشدینؓ کو تو تمام صحابہ کرام میں ایک بلند مقام حاصل ہے، ہم تو عام صحابہ کرامؓ کو جنتی مانتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ حضرت امیر معاویہ، حضرت عمرو بن العاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم کا بھی دفاع کرتے ہیں اور سوائے خطائے اجتہادی کے کسی صحابی کے بارے میں بھی کسی قسم کی تنقیص و توہین کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ میں اگر اختلاف ہوا ہے تو وہ فرعی اور اجتہادی اختلاف ہے نہ کہ اصولی اور اعتقادی۔ چنانچہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی نے بھی اس کی تصریح فرمائی ہے اور خطائے اجتہادی پر بھی مجتہد کو حسب حدیث بخاری ایک اجر ملتا ہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

سنّی عوام و خواص کی خدمت میں

اہلسنت کی عمومی غفلت اور سیاسی علماء کی رواداری اور تعاون سے پاکستان میں شیعیت کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ اگر حالات یہی رہے تو پاکستان کے شیعہ اسٹیٹ بننے میں کوئی خاص رکاوٹ نہیں پیدا ہوگی (خدانخواستہ) ایران میں اگر سنّی اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو چکی ہے تو پاکستان میں یہ کیوں مشکل ہے۔ اس وقت تمام ذاتی اور پارٹی کے مفادات سے بالاتر ہو کر غیور اہلسنت پر لازم ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی

ما انا علیہ واصحابی

کی تبلیغ میں محنت کریں اور عقیدۂ خلافت راشدہ کے اثبات وتحفظ پر اپنی ساری صلاحتیں اور توتیں خرچ کر دیں۔ وقت بہت نازک ہے۔ اس مروجہ جمہوری سیاست سے سب سے

زیادہ نقصان مذہب اہل سنت اور اہل سنت کو پہنچا ہے اور پاکستان کی سلامتی بھی خطرے میں ہے (خدانخواستہ) پاکستان میں آج تک اسلامی نظام حکومت قائم نہیں ہوسکا اور نہ آئندہ کوئی امید ہے کیونکہ اسلامی نظام حکومت کا معیاری کامل نمونہ تو حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین کا نظام حکومت (خلافت) ہے جس کی اتباع ما بعد کی اُمتِ مسلمہ پر لازم کردی گئی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَن یعیش منکم بعدی فسیری اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنّتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین۔ (مشکوٰۃ شریف)

تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا تو وہ اختلافِ کثیر دیکھے گا۔ پس تم اس وقت) میری اور خلفائے راشدین مہدیین (ہدایت یافتوں) کی سُنتوں کو پکڑو اور اپنی کچلیوں سے کاٹتے رہو۔ (یعنی ان پر مضبوطی سے عمل کرو)۔

(بحوالہ مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت مؤلف شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہٗ)

غالباً صحابہ کرام کی بے وفائی اور حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتباع نہ کرنے ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ پاکستان میں اب تک کوئی صحیح اسلامی آئین مرتب ہی نہیں ہوسکا اور نہ کسی حکومت کو استحکام مل سکا ہے۔ اگر علمائے اہل سُنت والجماعت کھُلم کھُلا بغیر خوف لومۃ لائم عظمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور عقیدۂ خلافت راشدہ پر محنت کرتے، اس کی تبلیغ اور اس کے تحفظ میں کوشش کرتے تو آج سُنی مسلمانوں کی ایک ایسی مضبوط جماعت میدانِ عمل میں آجاتی کہ جس کو کوئی حکومت نظر انداز نہیں کرسکتی بلکہ کوئی حکومت ان کے تعاون کے بغیر قائم نہیں ہوسکتی تھی لیکن اس بنیاد پر اجتماعی طور پر محنت نہیں کی گئی جس کے نتائج سامنے ہیں۔

"موت الخمینی" کے تحت مضمون بہت طویل ہوگیا لیکن کیا کریں ماہنامہ حق چار یارؓ کے اجراء کا مقصد ہی یہی ہے کہ صحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں سے معتدل طریق پر قارئین حضرات کی خدمت میں اپنی معروضات پیش کرتے رہیں۔ تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی۔

اعتذار

بعض حضرات کی یہ رائے ہے کہ اداریہ مختصر ہونا چاہیئے اور طویل مقالہ کسی دوسرے عنوان پر آجائے۔ تو اس کے متعلق عرض ہے کہ صحافتی دُنیا میں مروجہ دستور تو یہی ہے لیکن یہ کوئی شرعی تقاضا نہیں۔ کسی اہم موضوع پر مضمون چاہیئے، خواہ وہ اداریہ کے تحت ہو یا کسی اور مقالہ کی شکل میں۔ البتہ قابلِ لحاظ یہ امر ہے کہ اداریہ کا مضمون ماہنامہ کے مقصد کے موافق ہے یا مخالف اور زیرِ نظر "موت المُغنی" کے مضمون میں تو بندہ اختصار کر ہی نہیں سکتا تھا۔ لکھتے ہوئے کئی باتیں ذہن میں آئیں لیکن بخوفِ طوالت ان کو نظرانداز کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات کی اتباع کی توفیق دیں اور اہلِ سنت والجماعت کو اپنے مقاصد میں کامیابی نصیب ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

خادم اہلسنت مظہر حسین غفرلہٗ

۱۳ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

بقیہ: مہر مبارکہ

اپنی انگلی میں پہنا اور کامل چھ برس اس سے تمام احکامات اور مکتوبات کو مہر کرتے رہے لیکن ہجرت کے تیس برس اور خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضؓ کی خلافت کے چھ برس کے بعد جب چاہ اریس کھودا جا رہا تھا اور حضرت عثمان غنی رضؓ اس کے کنارے کھڑے ہوئے تھے تب یہ انگشتری اچانک ان کی اُنگلی سے نکلی اور کنوئیں میں گر گئی۔ پھر اس کی تلاش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مگر وہ نہیں ملی۔

(تاریخ ابن خلدون)

روزنامہ نوائے وقت لاہور کے جمعہ میگزین میں لکھا تھا کہ ترکی عجائب گھر نبی کریمؐ کی یادگار اشیاء محفوظ کرنے کی وجہ سے بہت مقبول ہے۔ اس عجائب گھر میں نبی کریمؐ کی مہر مبارک بھی موجود ہے جس کو ترکی کے سکہ ڈھالنے والے ادارے نے پندرھویں صدی ہجری کے آغاز پر سونے کے سکوں پر ڈھالا تاکہ دُنیا کے مسلم ممالک بھی اس سے فیض یاب ہوں ـــــ واللہ اعلم کہ انہوں نے یہ مہر مبارک کہاں سے دریافت کی؟

حرفِ چند ٭ شبیر احمد میواتی

قارئین کرام سے!

معزّز قارئین کرام! بعض ناگزیر مجبوریوں کی وجہ سے جون اور جولائی ۱۹۸۹ء کا شمارہ مشترکہ طور پر پیشِ خدمت ہے۔ ہمیں یہ اچھی طرح علم تھا کہ قارئین اس تاخیر کو شدّت سے محسوس فرمائیں گے۔ اس کے ازالہ کے لیے ہم نے ایجنٹ حضرات کو مطلع بھی فرما دیا تھا تاکہ تاخیر کی وجہ سے پریشان نہ ہوں۔ لیکن پھر بھی ہم قارئین کرام سے بصد ادب و احترام معذرت خواہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ "حق چار یار رض" کی اشاعت میں تاخیر سے جہاں آپ کو الجھن ہوتی ہے وہاں ہمارے لیے یہ دیر سوہانِ روح ہے۔ بہرحال اپنی تمام تر بے سروسامانی کے باوجود چھ مہینوں میں پانچ شمارے شائع کرنا ـــــ کہ جب صحافت "کاروبار" کا رُوپ دھار چکی ہو ـــــ کارنامہ ہے جس میں ہماری کوشش سے زیادہ آپ کے تعاون کا حصّہ ہے۔ ہمارا آپ کا یہی اتحاد دراصل "حق چار یار" کی حیات کی ضمانت ہے ـــــ قارئین کی آگہی کے لیے عرض ہے کہ "حق چار یار رض" کے اجراء کا مقصد مالی منفعت قطعی نہیں بلکہ فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی ہے، لہٰذا گزارش ہے کہ آپ ہماری کوتاہیوں اور خامیوں کی نشان دہی کرنے اور ہماری رہبری کرنے کے ساتھ کچھ مزید عملی قدم بھی اٹھائیں اور اپنا بہترین تعاون ہمیں اور زیادہ دیں تاکہ "حق چار یار رض" "صحافت کی دُنیا" میں بھرپور کردار ادا کر سکے۔

واضح ہو کہ ماہنامہ "حق چار یار رض" کی پہلی جلد اس مشترکہ شمارہ پر ختم ہوتی ہے۔ آئندہ شمارہ نئے اسلامی سال کے پہلے مہینے (محرم الحرام) کی مناسبت سے دوسری جلد کا پہلا شمارہ ہوگا۔ جو حضرات فائل بنانا چاہیں وہ اب تک شائع ہونے والے شماروں کی یکجا جلد کرا لیں۔
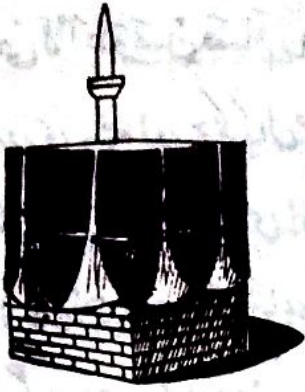
حج بیت اللہ اور زیارت روضہ مقدسہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ

محترما۔ جناب باری عزّ اسمہٗ کی وہ صفات جو مقتضی معبودیت ہیں ان کا مرجع دو باتوں کی طرف ہوتا ہے۔ اوّل مالکیّت نفع وضرر۔ دوم محبوبیّت۔ اوّل کو جلال سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور ثانی کو جمال سے۔ مگر یہ تعبیر ناقص ہے۔ جلال محض مالکیت ضرر پر متفرع ہوتا ہے۔ جس طرح جمال اسبابِ محبوبیت میں سے ایک سبب ہے وجوہ محبوبیت علاوہ جمال کے کمال قرب احسان بھی ہیں۔ سبب اوّل یعنی مالکیت نفع وضرر کا اقتضا معبودیت حدود عقل میں رہ کر ہونا ضروری ہے۔ اس محبوبیت میں عابد کی ذاتی غرض چونکہ باعثِ عبادت ہوتی ہے یعنی طمع یا خوف یا دونوں۔ اس لیے یہ عبادت اس قدر کامل نہ ہوگی جس قدر وہ عبادت جس میں محض ارضاء معبود مقصود ہو۔ ظاہر ہے کہ محبوب کی جو کچھ طاعت اور فرمانبرداری کی جاتی ہے اس سے محض اس کی رضا مطلوب ہوتی ہے۔ لہٰذا ضروری تھا کہ دونوں قسموں کی عبادتیں دین کامل میں ملحوظ ہوں۔ قسم اوّل پر متفرع ہونے والی عبادتوں میں اصل الاصول نماز و زکوٰۃ ہیں اور قسم ثانی پر متفرع ہونے والی عبادتوں میں اصل الاصول روزہ اور حج ہیں۔ روزہ محبوبیت کی منزل اوّل اور حج منزل ثانی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عاشق پہ اوّلین فریضہ یہی ہے کہ اغیار سے قطع تعلق کیا جائے جو کہ روزہ میں ملحوظ رکھا گیا ہے۔ دن کو اگر صیام کا حکم ہے تو رات کو قیام کا، اور آخر میں اعتکاف نے آکر رہے سہے تعلقات کا بھی خاتمہ کر دیا بحکم مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ اور مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَاحْتِسَابًا (الحدیث) اگر استیعاب صوم رمضان کا پتہ چلتا ہے تو بحکم

اَحیٰ لَیْلَۃً وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ (الحدیث) وغیرہ استیعاب قیام رمضان کا بھی پتہ چلتا ضروری ہے اور چونکہ کمال صومی کے لیے محض مالوفات ثلثہ کا جو کہ اصل الاصول ہیں ترک مطلوب نہیں بلکہ ان کے علاوہ معاصی اور مشتہیات نفسانیہ کا ترک بھی مقصود ہے۔ مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ (الحدیث) اس کے شاہد عدل ہیں۔ جب ترک اغیار کا اثبات (جو کہ منزلِ عشق کی پہلی گھاٹی ہے) ہو گیا۔ اس کے بعد ضروری ہے کہ دوسری منزل کی طرف قدم بڑھایا جائے یعنی کوچۂ محبوب اور اس کے دار و دیار کی جبہ سائی کا فخر حاصل کیا جائے۔ اس لیے ایام صیام کے ختم ہوتے ہی ایام حج کا ابتدا ہوتی ہے جس کا اختتام ایام نحر (قربانی) پر ہے۔ کوچۂ محبوب کی طرف اس عاشق کا سفر کرنا جس نے تمام اغیار کو ترک کر دیا ہوا اور سچے عشق کا مدعی ہو معمولی طریقہ پر نہ ہو گا۔ نہ ان کو سر کی خبر ہو گی نہ پیر کی نہ بدن کے زیب و زینت کا خیال ہو گا نہ لوگوں سے جھگڑا اور لڑنے کا ذکر۔ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ۔ کہاں عشق اور کہاں آپس کے جھگڑے اور لڑائیاں۔ کہاں قلبی اضطراب اور کہاں شہوت پرستی اور آرام طلبی۔ نہ سرمہ کی فکر ہو گی نہ خوشبو اور تیل کا دھیان۔ اس کو آبادی سے نفرت، جنگل اور جنگلی جانوروں سے الفت ہونی ضروری ہے۔ وَحُرِّمَ عَلَیْکُمْ صَیْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۔ سیر و شکار جو کہ کارِ بیکاری ہے ایسے عشاق اور مضطر نفوس کے لیے بے حد نفرت کی چیز ہو گی۔ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۔ اس کی تو دن رات کی سرگرمی معشوق کی یاد۔ اس کے نام کو جپنا۔ اپنے تن بدن کو بھلا دینا۔ دوست احباب عزیز و اقارب راحت و آرام کو ترک کر دینا۔ نہ خواب آنکھوں میں بھلی معلوم ہو گی۔ نہ لذائذ اطعمہ اور خوشبودار اور خوش ذائقہ اَشرِبہ (یعنی مشروبات) واَلبِسہ (لباس۔ کپڑے) کا شوق ہو گا ؎

یداری ھواہ یکتم سرّہٗ
ویخشع فی کل الامور ویخضع

(وہ اس کی محبت خوش اسلوبی سے نباہتا رہتا ہے پھر اس کے راز پر پردہ پوشی کرتا ہے اور تمام حالات میں مطیع و فرمانبردار رہتا ہے) جوں جوں دیارِ محبوب اور ایام وصال کی قربت ہوتی رہ جائے گی اسی قدر ولولہ اور فریفتگی اور جوش جنوں میں ترقی ہوتی رہے گی ؎

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک
آتشِ شوق تیز تر گردد

ان دنوں جوشِ جنوں ہے ترے دیوانے کو
لوگ ہر سو سے چلے آتے ہیں سمجھانے کو
خونِ دل پینے کو اور لختِ جگر کھانے کو
یہ غذا دیتے ہیں جاناں ترے دیوانے کو

ے نو بہار است جنوں چاک گریباں مددے
آتش افتاد بجاں جنبش داماں مددے

قریب پہنچتے ہیں (میقات پر) تو اپنے رہے سہے میلے کچیلے کپڑوں کو پھینک دیتے ہیں۔
اس وادیٔ عشق میں گریباں اور دامن سے کیا کام ؎

ہم نے تو اپنا آپ گریباں کیا ہے چاک
اس کو سیا، سیا نہ سیا پھر کسی کو کیا

دن رات محبوب کی رٹ پپیہا کی طرح لگی ہوئی ہے (تلبیہ پڑھ رہے ہیں)

؎ رٹت پھرے پیہ پیو کنارے
ہمرے پیا تو بدیس سدھارے
برہا بر دگ سے تپت جیو
اب جن بول پپیہا پیو

اگر غم ہے تو محبوب کا، اگر ذکر ہے تو معشوق کا۔ اگر طلب ہے تو پیو کا۔ اگر خیال ہے تو دلبر کا

؎ عشق میں تیرے کوہِ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاطِ زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

کوچۂ محبوب میں پہنچتے ہیں تو اس کی در و دیوار کے ارد گرد پوری فریفتگی کے ساتھ چکر لگاتے ہیں۔ چوکھٹ پر سر ہے تو کہیں دیواروں اور پتھروں پر لب ؎

امر علی الدیار دیار لیلی
اقبّل ذا الجدار وذا الجدارا
وما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیارا

(مجنوں کہتا ہے کہ میں لیلیٰ کے کوچہ پر گزرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو۔ اور میرے دل میں دراصل کوچہ کے در و دیوار نے کوئی جگہ نہیں بنائی ہے بلکہ اس گلی کی رہنے والی نے) کسی نے اگر جھوٹی سی خبر دی کہ معشوق کا جلوہ فلاں جگہ نمودار ہونے والا ہے تو بے سر و پا ہو کر دوڑتے وہاں پہنچتے۔ نہ کانٹوں کا خیال ہے نہ راستوں کے پتھروں کی فکر ہے۔ نہ گڑھوں میں گرنے کا خوف ہے۔ نہ پہاڑوں کی سختیوں کا ڈر ہے۔ مجنوں بنی عامر کا سماں بندھا ہوا ہے۔ بدن میں اگر جوئیں ڈھیروں پڑی ہیں تو کیا پرواہ ہے۔ اہلِ عقل اور اہلِ زمانہ اگر پھبتیاں اڑاتے ہیں تو کیا شرم ہے ؎

جب پیت بھئی تب لاج کہاں سنسار ہنسے تو کیا ڈر ہے

دُکھ درد پڑے تو کیا چنتا اور سکھ نہ رہے تو کیا ڈر ہے

اگر ناصح ناداں معشوق اور عشق سے روکتا ہے تو جس طرح آگ پر پانی کے چھینٹے اس کو اور بھڑکا دیتے ہیں اسی طرح آتش عشق اور بھڑک جاتی ہے۔ ناداں ناصح کو پتھر مارتے ہوئے اپنے آپ کو قربان کر دینے کے لیے بے تاب ہو جاتے ہیں۔

ع ناصحا مت کر نصیحت دل مرا گھبرائے ہے

وبمهجتی یا عاذلی الملک الذی اسخطت کل الناس فی ارضائہ

(اے ملامت گر میری جان اس بادشاہ پر قربان ہے جس کے راضی رکھنے کی غرض سے میں نے تمام لوگوں کو ناخوش کر دیا ہے)

فومن احب لاعصینك فی الهوی قسمًا به وبحسنه وبهائه (متنبی)

(ملامت گر محبوب میں محبوب کے حسن و جمال کی قسم کھاتا ہوں کہ محبت کے بارے میں ضرور تیری نافرمانی کروں گا)۔

میرے محترم۔ یہ تھوڑا سا خاکہ حج اور عمرہ کا ہے۔ اگر دل میں تڑپ اور سینہ میں درد نہ ہو تو زندگی ہیچ ہے۔ وہ انساں بھی انساں نہیں جس کے دل و دماغ، رُوح، اعضائے رئیسہ محبوب حقیقی کے عشق اور ولولہ سے خالی ہیں۔ یہاں عقل کے ہوش گم ہیں۔ جس قدر بھی بے عقلی اور شورش ہو گی اور جس قدر بھی اضطراب اور بے چینی ہو گی اسی قدر یہاں کمال شمار کیا جائے گا ؎

موسیا آداب داناں دیگر اند سوختہ جان در داناں دیگر اند

کفر کافر را و دین دیندار را ذرۂ دردت دل عطار را

عقل و حیا کے مقید ہونے والے عشاق، آرام اور راحت کے طلب گار محبین اپنی سچائی کے اثبات سے عاجز ہیں ؎

عشق چوں خام است باشد بستۂ ناموس و ننگ پختہ مغزاں جنوں را کے حیا زنجیر پاست

اس وادی میں قدم رکھنے والے کو سر فروشی اور ہر قسم کی قربانی کے لیے پہلے سے تیار رہنا ضروری ہے۔ آرام اور راحت، عزت اور جاہ کا خیال بھی اس راہ میں سخت ترین بلکہ بدترین بدنام کرنے

والا گناہ ہے ؎

ناز پروردہ تنعم نبرد راہ بدوست — عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد

یقین می داں کہ آں شاہ نکو نام — بدست سر بریدہ می دہد جام

مولانا المحترم! اس وادیٔ پرخار میں قدم رکھتے ہیں اور پھر تسلی کا، سر کے چکر کا، بیماری کا ضعف کا، تکلیف کا، عزت و جاہ کا فکر ہے۔ افسوس ہے۔ مردانہ وار قدم بڑھائیے۔ اگر تکلیف سامنے ہو تو خوش قسمتی سمجھیے۔ اگر ستائے جائیں تو محبوب کی عنایت جانئے۔ پسِ پردہ طوطی صفت کون گا رہا ہے۔ مجنوں کو لیلےٰ کے کاسہ توڑ دینے پر رقص ہوتا ہے جس سے وہ اپنے خاص تعلق کا اثبات کرتا ہے اور آپ یہاں جھجکتے ہیں۔ کلا واللہ کلا واللہ اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل۔ قول صادق و امین ہے۔ قیمۃ المرء ھمتہ ؎

بقدر الجد تکتسب المعالی — ومن رام العلی سھر اللیالی

(بہ انداز محنت بلند درجات حاصل ہو سکتے ہیں۔ جو شخص بلند درجہ کا قصد کرتا ہے وہ برابر راتوں کو جاگتا ہے)۔ سوائے رضائے محبوب حقیقی اور دُھن نہیں ہونی چاہیئے ؎

دنیا و آخرت را بگذار در حق طلب کن — کایں ہر دو لولیاں را من خوب می شناسم

"بخوش و بخروش دریچ مفروش"۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے اپنی دیوانگی کی بڑ میں آپ کا بہت وقت ضائع کیا۔ مگر کیا کروں اہل چشت کا دریوزہ گر ہوں۔ ان کی نسبت اپنا کھیل اور رنگ دکھاتا ہے۔ اگر میری عرض غلط ہو پھاڑ کر پھینک دیجیے اور ان بزرگ حیدر آبادی کے کلمات کو تعویذ جاں بنائیے اور اگر اس میں کوئی جھلک صداقت اور واقعیت کی معلوم ہو تو مولانا عبد الباری صاحب ندوی اور حکیم عبد العلی صاحب کو بھی دکھلا دیجیے۔ الخ

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد اوّل۔ مکتوب ۴۴ بنام مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی مرحوم)

(۲) سفر حج و زیارت نہایت مبارک سفر ہے۔ کوئی ضرورت اجازت طلب کرنے کی نہیں اور بالخصوص مجھ جیسے نالائق و ناکارہ سے۔ امتثالاً للامر میں الفاظ بھی ادا کرتا ہوں۔ تشریف لے جائیں — اللہ تعالیٰ قبولیت فرمائیے اور باعثِ قرب و خوشنودی کرے۔ آمین۔ اس سے پہلے عریضہ میں کچھ عرض کر چکا ہوں وہی میرے نزدیک ان دونوں عبادتوں کے لیے اصل الاصول ہے۔ اس

کو مطمح نظر بنائیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا رسالہ "فیوض الحرمین" بھی راستہ میں مطالعہ کر ڈالیے۔ سفر حرمین شریفین اور وہاں کی اقامت وغیرہ کے متعلق بھی بہت سی معتبر معلومات حاصل ہوں گی۔

(۳) اونٹوں کا سفر کوئی مقصود بالذات نہیں جبکہ موٹر کا سفر بہت سے مصالح کو مشتمل ہے۔ تو جہاز اور ریل کی طرح اس کو بھی فضیلت ہی ہوگی۔ اسی کو اختیار فرمائیے۔

(۴) حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک حضوری مدینہ منورہ کے بارے میں مرجوح بلکہ غلط مسلک ہے۔ مدینہ منورہ کی حاضری محض جناب سرور کائنات علیہ السلام کی زیارت اور آپ کے توسل کی غرض سے ہونی چاہیئے۔ آپ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مومنین و شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی ہے اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت سی وجوہ سے اس سے قوی تر ہے۔ آپؐ سے توسل نہ صرف وجود ظاہری کے زمانہ میں کیا جاتا تھا بلکہ اس برزخی وجود میں بھی کیا جانا چاہیئے۔ محبوبِ حقیقی تک وصال اور اس کی رضا صرف آپؐ ہی کے ذریعہ سے اور وسیلہ سے ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے میرے نزدیک یہی ہے کہ حج سے پہلے مدینہ منورہ جانا چاہیئے اور آپؐ کے توسل سے نعمت قبولیت حج و عمرہ کے حصول کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مسجد کی نیت خواہ تبعاً کری جائے مگر اولیٰ یہی ہے کہ صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت کی جائے تاکہ لا تحمله الا زيارة والی روایت پر عمل ہو جائے۔

(۵) ذکر میں جو طریقہ اب تک کرتے رہے بہتر ہے ایسے وقت میں یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ اُٹھ کر ٹہلنے لگیں تاکہ نیند جاتی رہے۔ یہ وقت کی تعیین صرف ابتداء میں ہے۔ اصلی مقصد یہ ہے کہ خلوت اور جلوت، آمد و رفت، نشست و برخاست ہر حالت میں یہ ذکر جاری ہو جائے اور کوئی سانس بلا ذکر نہ نکلے۔ تنبہ اور عدم تنبہ ہر دو حالت میں ذکر جاری رہے۔

(۶) نماز میں کسی شخص کا تصور نہ فرمائیے بلکہ ضیاء القلوب میں نماز کے لیے طریقہ ذکر کیا گیا ہے اس کو عمل میں لائیے۔ اِن شاء اللہ کامیابی ہوگی۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی ملفوظات (فیہ ما فیہ) پہنچیں۔ مگر افسوس ہے کہ ان دنوں اس قدر عدیم الفرصتی ہے کہ مطالعہ کرنا سخت دشوار ہے۔ ہمارے اسلاف پر نسبت چشتیہ ہی غالب ہے اگرچہ دوسرے طرق میں بھی ان کو اجازت ہے۔ حضرت

خواجہ علاؤالدین صابر قدس اللہ سرہٗ (جن کے اصل سلسلہ سے اسلاف کا انتساب اور سلوک ہے اور جس میں بہ نسبت سلسلہ نظامیہ سوز و گداز اور اضطراب و شورشِ عشق بہت زیادہ ہے) اور حضرت محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ العزیز دونوں ایک ہی در کے دریوزہ گر ہیں۔ اس لیے اور اس لیے کہ سلسلہ نظامیہ میں بھی ہمارے اکابر کا سلوک ہے۔ تعلق اور تناسب ہونا ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے فیوض سے فیضیاب فرمائے۔ بزرگوں کی شئون بھی جدا ہوتی ہیں۔ التفاتات اور توجہ کی حالتیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ طبعی تناسب کو اس مبارک سفر میں جہاں تک ہو سکے دل کو مطمئن رکھتے ہوئے ذکر میں حضورِ قلب کے ساتھ پوری جد و جہد قائم رکھیں۔ مدینہ منورہ میں کم از کم آٹھ دن ضرور قیام فرمائیں۔ بعض روایتوں میں ہے کہ جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح پڑھیں کہ کوئی نماز فوت نہ ہوئی ہو تو اس کے لیے نفاق اور نار سے برأت لکھی جاتی ہے۔ لہٰذا آٹھ دن اس التزام کے ساتھ فرمایئے کہ مستقل طریقہ پر چالیس نماز با جماعت اولی مسجد نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں ادا ہو جائیں اور حتی الوسع کوشش کیجئے کہ اس حصہ میں یہ فرائض ادا ہوں جو کہ زمانۂ نبوت میں مسجد تھا۔ اس کی علامتیں ستونوں پر بنی ہوئی ہیں۔ ہر ستون پر اس ستون کے بالائی حصہ پر لکھا ہوا ہے بلکہ اگر ہو سکے تو فرائض روضۃ من ریاض الجنۃ کی حد میں ادا کریں۔ ان ستونوں پر زیریں حصہ میں قدِ آدم تک سنگِ مرمر لگا ہوا ہے۔ نماز اور جماعت کی آسانی کے لیے حرمِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے قریب مکانات زیادہ تر ممد و معاون ہوں گے۔ بھائی صاحب کریں نے لکھ دیا ہے۔ اگر آپ جلد ان سے مل لیں گے تو وہ آپ کی مدد میں کوتاہی نہ کریں گے۔ ان کے نام کا یہ لفافہ بھی رکھتا ہوں۔ وہ حرم محترم کے بہت قریب باب النساء کے اطراف میں زقاق البدور میں رہتے ہیں۔ الخ

(ایضاً مکتوبات شیخ الاسلام جلد اوّل مکتوب ۴۵ بنام مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم)

شاہ معین الدین ندوی کی
محلِ اعتراض عبارتیں

قائد اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

ماہنامہ "حق چار یارؓ" لاہور جلد اوّل شمارہ ۳ (رمضان مبارک ۱۴۰۹ھ) میں ایک مضمون بعنوان "خلفائے راشدینؓ اور رواداری" مؤلف حضرت مولانا سید صباح الدین عبدالرحمٰن شائع ہوا ہے[1]۔ اس کے صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے:

"یہ بات بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ حضرت عمرؓ اگر محض روادار نہ ہوتے تو وہ نہ کامیاب حکمران اور نہ کامران فاتح ہوتے۔ جہاں انہوں نے اپنی رواداری کے اعلیٰ ترین نمونے پیش کیے وہاں ان کے مزاج کی تندی تیزی اور سختی بھی مشہور رہی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر نیام سے تلوار نکالنے کے لیے برابر تیار رہتے۔ ایک صحابی ابوحذیفہؓ اور ایک شخص خوبصرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخانہ باتیں کیں

---

[1] جناب شبیر احمد صاحب میواتی، رفیقِ ادارہ ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور نے اس مضمون کی فوٹوسٹیٹ کاپی مجھے بھیجی تھی لیکن عدیم الفرصتی کی وجہ سے میں اس کا مطالعہ نہیں کر سکا۔ اس مضمون میں حضرت فاروق اعظم اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کے اختلاف کے بارے میں بھی بعض الفاظ محل اعتراض ہیں۔

ہم اس مضمون کی اشاعت پر قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔ ہماری کوشش یہی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں افراط و تفریط سے ہٹ کر مسلک اہلسنت والجماعت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ ہمیں خلوص و استقامت عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

تو حضرت عمرؓ سے برداشت نہ ہو سکا، تلوار نکال کر ان کا سر قلم کرنے کے لیے تیار ہو گئے مگر آپؐ نے ان کو روکا۔" (ابن سعد قسم اوّل جزء ۴ تذکرہ عباسؓ ص۶ —

خلفائے راشدینؓ ۱۶۲-۱۶۴)

یہاں حضرت ابو حذیفہؓ کے بارے میں جو لکھا ہے کہ "انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخانہ باتیں کیں" یہ شرفِ صحابیت کے خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرامؓ میں سے کوئی صحابی آپؐ سے گستاخی کرنے والا نہ تھا۔ مؤلف موصوف نے مذکورہ عبارت شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی کی کتاب "خلفائے راشدینؓ" کے حوالے سے لکھی ہے۔ چنانچہ شاہ صاحب ندوی کی عبارت حسبِ ذیل ہے:

غزوۂ بدر میں کافروں نے بنو ہاشم کو مسلمانوں سے لڑنے پر مجبور کیا تھا۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ عباسؓ کہیں نظر آئیں تو ان کو قتل نہ کرنا۔ ابو حذیفہؓ کی زبان سے نکل گیا کہ بنو ہاشم میں کیا خصوصیت ہے۔ اگر عباسؓ سے مقابلہ ہو گیا تو ضرور مزہ چکھاؤں گا۔ حضرت عمرؓ یہ گستاخی دیکھ کر آپے سے باہر ہو گئے اور کہا اجازت دیجیے کہ میں اس کا سر اڑا دوں۔" (ابن سعد قسم اوّل جزء ۴ تذکرہ عباسؓ ص۶۔ خلفائے راشدین ص۱۶۳ ناشر ایچ ایم سعید کمپنی، پاکستان چوک کراچی)

شاہ معین الدین ندوی صاحب نے طبقات ابن سعد کا حوالہ دیا ہے اور طبقات ابن سعد کی عبارت حسبِ ذیل ہے:

"ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی ہاشم وغیرہم کے کچھ لوگ زبردستی لائے گئے ہیں۔ ان کو اس جنگ سے کچھ سروکار نہیں۔ تم میں سے کوئی شخص بنی ہاشم کے کسی شخص سے ملے تو اسے قتل نہ کرے کیونکہ وہ زبردستی لائے گئے ہیں۔"

ابو حذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ "ہم اپنے باپ، بیٹوں، بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کریں گے اور عباسؓ کو چھوڑ دیں گے؟ واللہ اگر میں ان سے ملوں گا تو ضرور تلوار سے ان کی ہڈیوں کا گوشت جدا کر دوں گا۔"

یہ گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپؐ نے عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا کہ اے ابو حفص (عمرؓ نے کہا واللہ یہ پہلا دن تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حفص کی کنیت سے مجھے پکارا) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے منہ پر تلوار ماری جائے گی۔ عمرؓ نے کہا کہ مجھے ابو حذیفہؓ کی گردن مارنے دیجیے کیونکہ وہ منافق ہو گیا ہے۔ ابو حذیفہؓ اپنی گفتگو پر نادم ہوئے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ واللہ میں اپنے اس کلمہ سے جو اس روز کہا کہ بے خوف نہیں ہوں، میں برابر اس سے خوف میں رہوں گا سوائے اس کے کہ اللہ عزوجل بذریعۂ شہادت مجھ سے اس کا کفارہ کر دے۔ وہ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئےؓ۔

(طبقات ابن سعد مترجم حصہ چہارم "مہاجرین و انصار" ص۱۷۱ ناشر نفیس اکیڈمی، کراچی۔۱)

اس کے بعد دوسری روایت میں ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا تم نے ایسا ایسا کہا ہے۔ عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ۔ جب میں اپنے باپ اور چچا اور بھائی کو مقتول دیکھوں گا تو یہ مجھ پر گراں گزرے گا۔ میں نے جو کہا وہ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمہارے باپ، چچا اور بھائی جنگ کی خاطر خوشی خوشی بغیر جبر و اکراہ کے نکلے ہیں۔ یہ لوگ تو زبردستی بلا رضا و رغبت لڑائی کے لیے نکالے گئے ہیں۔" ص۱۷۲)

ابن سعد کی مندرجہ عبارتوں کے پیشِ نظر کوئی اہلِ عقل و فہم حضرت ابو حذیفہؓ کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخانہ باتیں کیں" کیونکہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات نہیں کی تھی۔ البتہ جب ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تو انہوں نے اپنی بات کا اقرار کر لیا۔

۲۔ حضرت ابو حذیفہؓ نے اتنی بات بھی اس موقع پر کہی تھی جب میدانِ بدر میں مؤمنین اور مشرکین جنگ کے لیے ایک دوسرے کے مقابلے میں تھے اور ابو حذیفہ خود رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں تھے اور ان کا باپ عتبہ، ان کا چچا شیبہ اور ان کا بھائی ولید بن عتبہ ابو جہل کے لشکر میں تھے بلکہ عتبہ سالارِ اعظم تھا۔ ان حالات میں طبیعت سے مغلوب ہو کر انہوں نے یہ بات کی۔ حالانکہ ان کے قلب میں خلوص کا نور تھا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے باپ کے مقابلے کے لیے

بھی تیار تھے۔ گستاخی تو وہ ہوتی ہے جس میں نیت کا فتور ہو۔ اور پھر انہوں نے صرف ایک ہی بات کہی تھی لیکن شاہ معین الدین ندوی اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں کہ "انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخانہ باتیں کیں"۔ العیاذ باللہ۔

۳۔ پھر ان کو فوراً ہی اس کا احساس ہو گیا اور یہاں تک فرما دیا کہ "میں برابر اس سے خوف میں ہوں گا سوائے اس کے کہ اللہ عزوجل بذریعہ شہادت مجھ سے اس کا کفارہ کر دے" اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور وہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کاش کہ شاہ معین الدین ندوی اور مقالہ نویس مولانا سید صباح الدین ابن سعد کی پوری عبارت بھی نقل کر دیتے جس سے ان کے کمالِ ایمان اور قلبی توبہ کا بیّن ثبوت ملتا ہے رضی اللہ عنہ۔

۴۔ باقی رہا حضرت عمر فاروق رضؓ کا حضرت ابو حذیفہ رضؓ کو منافق کہنا اور ان کو قتل کرنے کے لیے تیار ہو جانا تو یہ حضرت فاروق اعظم رضؓ کی مخصوص جلالی شان اور عشقِ نبوت کا تقاضا ہے کہ وہ اتنے نازک موقعہ پر بھی اتنی مغلوبانہ بات برداشت نہیں کر سکتے تھے

ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

حاجی معین الدین اور شاہ معین الدین کا فرق

مولانا صباح الدین، کتاب خلفائے راشدین کا مصنف حاجی معین الدین صاحب ندوی کو قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ماہنامہ "حق چار یار رضؓ" کے مضمون ص۲۲ پر ہے۔ خلفائے راشدین از حاجی معین الدین احمد ندوی) حالانکہ حاجی معین الدین اور شاہ معین الدین دونوں جُدا جُدا شخصیتیں ہیں۔ چنانچہ علامہ سید سلیمان ندوی رحؒ لکھتے ہیں:

دار المصنفین (اعظم گڑھ) نے سیر الصحابہ کا جو سلسلہ لکھا ہے شائع کیا تھا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مسلمانوں میں اس کو مقبولیت بخشی اور بہت سے سعادت مندوں کو اس سے علمی و عملی فائدے پہنچا ہے۔ اس سے امید ہے کہ اس سلسلے میں لکھنے والوں کو ان شاء اللہ تعالیٰ اجرِ آخرت بھی ملے گا۔ اس سلسلہ کو دار المصنفین کے حسب ذیل رفقاء نے لکھ کر پورا کیا ہے۔

۱۔ مولانا عبد السلام صاحب ندوی ۲۔ مولانا حاجی معین الدین صاحب ندوی مرحوم سابق صدر مدرس مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ ۳۔ مولانا شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی ۴۔ مولانا سعید انصاری صاحب

(دیباچہ طبع ثانی سیر الصحابہ حصہ دوم مؤلفہ مولانا عبد السلام ندوی)

۲۔ علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

مہاجرین کے احوال و سوانح کی ترتیب و تالیف ہمارے فاضل رفیق حاجی معین الدین صاحب ندوی نے اپنے ذمے لی تھی لیکن وہ ابھی نصف حصہ بھی ختم کرنے نہ پائے تھے کہ ان کا انتخاب کتب خانہ ندوۃ العلماء کی ترتیب فہرست کے لیے عمل میں آیا اور وہاں سے تقدیر ان کو ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے کتب خانہ میں کلکتہ لے گئی اور چند سال ہوئے کہ پبلک اورینٹل لائبریری پٹنہ میں لے آئی۔ اپنے عہدہ کی خدمات کی بجاآوری میں ان کا انہماک اس درجہ رہا کہ سیر المہاجرین کے نا تمام مسودہ کی تکمیل سے ان کو دست کش ہونا پڑا۔ حسنِ اتفاق یہ کہ اس خدمت کے لیے ان ہی کے ہم نام ایک مدراسی بھائی کے نام قرعہ نکلا جو اس کام کو پوری مستعدی سے انجام دے رہے ہیں۔"

(دیباچہ کتاب خلفائے راشدین مولفہ شاہ معین الدین احمد ندوی)

علامہ سید سلیمان ندوی کے مندرجہ بالا تبصرے سے ثابت ہوا کہ حاجی معین الدین ندوی اور شاہ معین الدین احمد ندوی دونوں جُدا جُدا شخصیتیں ہیں۔ علامہ سید سلیمان ندوی نے کتاب "خلفائے راشدین" پر تقریظ لکھی ہے جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہوں نے ساری کتاب کا حرف بحرف مطالعہ کیا ہے اور عموماً تقریظیں مولف سے حسنِ ظن پر مبنی ہوتی ہیں۔ بہرحال حضرت ابو حذیفہ رضؓ کے بارے میں شاہ معین الدین احمد ندوی کی مذکورہ زیرِ بحث عبارت خود ایک جلیل القدر صحابی کی گستاخی پر مبنی ہے۔ صلح حدیبیہ کا معاہدہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ نے لکھا تھا۔ جب انہوں نے یہ لکھا، **ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللّٰہ** (یہ وہ معاہدہ ہے جو محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کیا ہے) تو قریش کے سفیر سہیل بن عمرو نے اس پر اعتراض کیا اور کہا کہ ہم اگر آپ کو رسول اللہؐ تسلیم کر لیتے تو پھر جھگڑا ہی کیا تھا۔ آپ صرف اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھوائیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گو تم مجھے نہیں مانتے لیکن بخدا میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ بجائے محمد رسول اللہ کے محمد بن عبداللہ لکھو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ میں آپ کا نام نہیں مٹا سکتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رسول اللہ کے الفاظ مٹا دیئے۔ یہاں بھی بظاہر یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کی اور گستاخی کی ہے، لیکن حقیقتِ حال کے پیشِ نظر اس کو بے ادبی اور گستاخی پر محمول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے محبتِ نبوی کے غلبہ کے تحت محمد رسول اللہ کے الفاظ کا اپنے ہاتھ سے مٹانا گوارا نہیں کیا تھا۔

ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد

عظمتِ صحابہؓ اور مسلکِ اہلسنّت والجماعت

صحابہ کرامؓ، اہل بیت عظامؓ، خلفائے راشدینؓ اور امہات المومنینؓ کے بارے میں بندہ ہر مصنف پر اعتماد نہیں کرتا۔ مسلّمہ اکابر محققین کی تصانیف سے استفادہ کرتا ہوں۔ آج کل افراط و تفریط کا دور دورہ ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں خطائے اجتہادی کی نسبت سے تجاوز کرنا ان کی شرعی عظمت کے منافی ہے۔ قرآن کے موعودہ چار خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اپنے اپنے دور میں خلافت کی مرکزی پالیسی کے بارے میں ان کے اجتہاد کو ہم حق و صواب پر محمول کرتے ہیں۔ البتہ اس کے علاوہ ان سے خطائے اجتہادی کا صدور ہو سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے قرآن کے چوتھے موعودہ خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ:۔

محققین اہلِ سنّت ہر امر میں حضرت علی المرتضیٰؓ کے اجتہاد کا صحیح ہونا لازمی نہیں قرار دیتے بلکہ وہ بیعت و انتخابِ خلافت اور جنگ جمل و صفین کے مسئلہ میں کتاب و سُنّت کی روشنی میں حضرت علیؓ کو حق و صواب پر مانتے ہیں۔ چنانچہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:۔

لازم نیست کہ امیر در جمیع امور خلافیہ محق باشند و مخالف ایشان برخطا ہر چند در امر محاربہ حق بجانب امیر بودہ الخ (مکتوبات جلد دوم مکتوب نمبر ۳۶ طبع قدیم صفحہ ۵۸) یہ لازم نہیں ہے کہ حضرت امیرؓ تمام (اجتہادی) امور میں حق پر ہوں اور ان کے مخالف خطا پر۔ البتہ محاربہ (جنگ و قتال باہمی) میں حق و صواب حضرت امیرؓ (علی المرتضیٰ) کی طرف تھا۔"

(خارجی فتنہ حصہ اول صفحہ ۵۱)

اور کسی صحابیؓ کی طرف خطائے اجتہادی کی نسبت کو تنقیص و توہین نہیں قرار دے سکتے کیونکہ از روئے حدیث بخاری خطائے اجتہادی پر بھی مجتہد کو ایک اجر ملتا ہے لیکن بعض ایسے کم فہم لوگ بھی ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خطائے اجتہادی کی نسبت کو بھی ان کی توہین قرار دیتے ہیں۔

حالانکہ یہ مذہب شیعوں کا ہے کہ بارہ اماموں سے اجتہادی خطا کا بھی صدور نہیں ہو سکتا۔ جس طرح حضرت علی المرتضیٰ رضؓ کے بارے میں شیعہ امامیہ غالیانہ عقیدہ رکھتے ہیں اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضؓ کے نادان حامی ان کے بارے میں بھی غلو کرتے ہیں۔

شاہ معین الدین احمد ندوی

قبل ازیں شاہ معین الدین احمد ندوی کی تصانیف پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔ ان دنوں ان کی "تاریخ اسلام" اور "خلفاء راشدین" کے بعض حصوں کا مطالعہ کیا ہے جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ندوی صاحب موصوف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شرعی عظمتوں کو سمجھ نہیں سکے اور ان کے بارے میں بعض ایسے الفاظ لکھ جاتے ہیں جو شرفِ صحابیت کے منافی اور توہین آمیز ہوتے ہیں مثلاً (۱) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہٗ کے مناقب بھی بیان کرتے ہیں اور معائب بھی۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"امیر معاویہ میں یقیناً کمزوریاں تھیں لیکن جن کمزوریوں سے کسی اسلامی اصول کی پامالی ہوتی ہو وہ چنداں لائق التفات ہیں۔ حضرت علی رضؓ کے مقابلہ میں ان کی ناحق صف آرائی اور اس میں کامیابی کے لیے ہر طرح کے جائز و ناجائز وسائل کا استعمال۔ حضرت علی رضؓ پر سب و شتم کی رسم۔ یزید کی ولی عہدی یہ سب ان کی کھلی ہوئی غلطیاں ہیں جن سے کوئی حق پرست انکار نہیں کر سکتا۔ خصوصاً یزید کی ولی عہدی نے خلافت کی اصلی رُوح اور اسلامی حریّت و آزادی کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن امیر معاویہ رضؓ کے مخالفین نے ان کی غلطیوں کو اس حد تک محدود نہیں رکھا بلکہ ایسے ایسے افسانے گھڑ کر یا معمولی واقعات کو ایسی رنگ آمیزی کے ساتھ امیر کی جانب منسوب کر دیا جو ایک صحابی کیا ایک معمولی انسان کے رتبہ سے بھی فروتر ہیں۔"

(تاریخ اسلام حصہ دوم ص ۳۶۷)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہٗ جلیل القدر صحابی ہیں۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں دُعا فرمائی ہے۔ اللھم اجعلہ ھادیا ومھدیا (ترمذی شریف) اے اللہ تو ان کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔ شرفِ صحابیت اور اس مخصوص دعائے نبوی کے بعد ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ حضرت امیر معاویہ رضؓ نے عمداً خلافِ شرع ناجائز کام کیے ہیں اور یہ بھی اخلاقِ صحابہ رضؓ کے خلاف بات ہے کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ کو شتم (گالی گلوچ) کریں۔ تاریخوں میں جو اس قسم کی روایات منقول ہیں کہ حضرت علی رضؓ نے ان پر لعن کیا اور اس کے ردِ عمل میں حضرت معاویہ رضؓ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ پر لعن کیا۔

علامہ ابن کثیر محدث فرماتے ہیں کہ یہ دونوں قسم کی روایات غلط ہیں اور پھر شاہ معین الدین صاحب نے یہ ترجمہ بھی نہیں لکھی کہ حضرت معاویہؓ سے اگر کوئی خطا ہوئی ہے تو وہ خطائے اجتہادی ہے جو قابل مواخذہ نہیں بلکہ باعث اجر ہے۔

۲۔ شاہ معین الدین احمد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے متعلق لکھتے ہیں :

"اس طرح ابن زبیرؓ نے اپنی ناعاقبت اندیشی سے ایک بہترین موقعہ کھو دیا۔ اگر انہوں نے ابن نمیرؒ کے مشورہ پر عمل کیا ہوتا تو آج بنو امیہ کی تاریخ کا کہیں وجود نہ ہوتا"

(ایضاً تاریخ اسلام جلد دوم ص۳۸۹)

حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں ۹ سال خلیفہ رہے ہیں۔ حجاج کی فوجوں نے حرم شریف مکہ میں ان کو شہید کیا ہے۔ آپ نے آخر دم تک یزید کی بیعت نہیں کی۔ ایسے جلیل القدر صحابی خلیفہ کو ناعاقبت اندیش قرار دینا خود ندوی صاحب کی ناعاقبت اندیشی کی دلیل ہے۔

۳۔ ندوی شاہ صاحب نے تو حضرت علی المرتضیٰ رضہ کو بھی معاف نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں :

متعدد اکابر صحابہ کو حالات نے حضرت علیؓ سے جدا کر دیا تھا۔ حضرت علیؓ کے ساتھ جو بزرگوار تھے ان کا دین و تقویٰ مسلم لیکن ان میں بہت کم صاحب تدبیر و سیاست تھے۔ پھر اپنی ضمیر کی آواز کے مقابلے میں حضرت علیؓ صاحب تدبیر و سیاست لوگوں کا مشورہ تک نہ قبول کرتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آپ کو آغاز خلافت میں مشورہ دیا کہ بغیر بیعت لیے امیر معاویہؓ کو معزول نہ کیجئے ورنہ وہ آپ کے خلاف ایک فتنہ کھڑا کر دیں گے لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا جس کا نتیجہ جنگ صفین کی صورت میں ظاہر ہوا قیس بن سعد جیسے مدبر کو محض نوجوانوں کے ورغلانے سے مصر سے ہٹا دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مصر ہاتھوں سے نکل گیا۔ تمام عثمانی عمال کو معزول کر کے اپنے خلاف بنا لیا۔ آپ کے حاشیہ نشینوں میں صحابہؓ کے ساتھ نوجوان نسل جس میں جدید الاسلام عرب اور نومسلم عجمی تھے جن کے دلوں میں اسلام کے لیے کوئی تڑپ نہ تھی بلکہ وہ صرف اپنی غرض کے لیے ساتھ تھے۔ آپ میں نہ حضرت ابوبکرؓ کے جیسا تحمل اور تواضع تھا جو مخالفین کو بھی اپنا بنا لیتا تھا نہ حضرت عمرؓ کے جیسا دبدبہ و شکوہ تھا جس سے بڑے بڑے لوگ تھرّاتے تھے۔ حضرت عمرؓ جب امیر معاویہؓ کو طلب

کرتے تھے تو ان پر ... طاری ہو جاتا تھا۔ لیکن وہی معاویہؓ آپ کے خلاف اٹھ کر ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیتے ہیں۔ آپ میں خود اعتمادی بہت تھی۔ جو رائے قائم کر لیتے تھے پھر اس میں کسی کا مشورہ نہ قبول کرتے تھے جس سے بعض اوقات نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔ ان سب سے زیادہ آپ کو ناکام رکھنے والے وہ نومسلم عجمی تھے جو محبت اہل بیت کی آڑ میں مسلمانوں سے اپنی قومی تباہی کا انتقام لینا چاہتے تھے جنہیں علیؓ کیا اسلام سے بھی کوئی ہمدردی نہ تھی الخ۔ (ایضاً تاریخ اسلام ص ۳۰۹/۳۱۰)

شاہ معین الدین صاحب نے حضرت علی المرتضیٰ کی سیاسی حکمت عملی اور مخصوص مزاج و طبیعت کے زیر اثر جو تبصرہ کیا ہے اس کو پڑھ کر ناواقف قارئین حضرت علی المرتضیٰؓ کے متعلق یہی رائے قائم کریں گے کہ وہ بالکل ایک سادہ لوح اور بھولے بھالے بزرگ تھے اور ان میں کبرنفسی کا مرض بھی تھا کہ اپنی رائے کے مقابلے میں کسی کی صحیح رائے کو بھی قبول نہ کرتے تھے اور ان کے اس طرز عمل سے مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔" اس میں کوئی شک نہیں کہ مشاجرات صحابہ کرام میں سبائی فتنہ کا بہت بڑا دخل ہے اور حضرت علی المرتضیٰ کی صفوں میں ایسے عجمی عناصر بھی گھس گئے تھے جن کو اسلام سے ہمدردی نہ تھی لیکن اس کے باوجود ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ حضرت علیؓ کوئی عام نیک خلیفہ نہ تھے بلکہ وہ مہاجرین اوّلین میں سے قرآن کے چوتھے موعودہ خلیفہ راشد تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق منصب خلافت سے سرفراز فرمایا اور وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ (اور اللہ تعالیٰ ان موعودہ خلفاء کے لیے ان کے اس دین کو طاقت دے گا جو اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے) (سورہ النور آیت استخلاف) ہم نے محض اپنے فہم و عقل سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے پیش نظر حضرت علی المرتضیٰ کی سیاسی حکمت عملی کو دیکھنا ہے کہ جن کو قادر مطلق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چوتھا خلیفہ (جانشین) تجویز فرمایا تھا۔ انہوں نے حق تعالیٰ کی خصوصی رحمت و نصرت سے فرائض خلافت انجام دیے تھے۔ ان کی خلافت کی پالیسی بھی مرضی حق کے تابع تھی۔ اپنے دور کے خوارج یا بغاۃ کے متعلق آپ نے جو کچھ کیا وہی ہمارے لیے قابل تقلید نمونہ ہے۔

حضرت علی کا طریقہ عمل (امام اعظم)

علامہ علی قاری حنفی محدث لکھتے ہیں۔

وقال ابو حنيفة لولا علىؓ لما يعرف السيرة فی الخوارج (شرح فقہ اکبر) امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ اگر حضرت علیؓ نہ ہوتے تو خوارج کے بارے

میں کوئی طریقہ معلوم نہ ہو سکتا)۔

اور امام غزالیؒ بھی لکھتے ہیں۔ اور سب سے اوّل بدعتیوں سے حضرت علیؓ نے مجادلہ کا ڈھنگ نکالا کہ حضرت ابن عباسؓ کو خارجیوں سے بحث کرنے کے لیے بھیجا الخ۔ (مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم جلد اوّل صـ۱۳۳)

اور قاضی ابوبکر بن العربیؒ فرماتے ہیں: اور حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو تمام روئے زمین پر حضرت علیؓ سے زیادہ مستحق خلافت اور کوئی نہ رہا تو خدا کی تقدیر کے مطابق خلافت اپنے وقت اور موقع میں ان کے سپرد ہوئی اور خداوند تعالیٰ کو جو منظور تھا ان کی زبانی احکام اور علوم بیان فرمائے .... یہاں تک اہلِ علم نے کہا ہے کہ اگر حضرت علیؓ کی جنگ نہ ہوتی تو ہمیں باغیوں سے جنگ کرنے کا طریقہ ہی معلوم نہ ہوتا۔ (العواصم والقواصم مترجم ۳۱۶)۔ اس سلسلہ میں امام غزالیؒ اور قاضی ابوبکر بن العربی کی پوری عبارتیں خارجی فتنہ حصہ اوّل صـ۵۵۷ تا صـ۵۵۹ پر منقول ہیں۔

بعض کم فہم لوگ تاریخی روایات کے پیشِ نظر قرآن کے موعودہ تیسرے خلیفہ راشد کو بھی بھولا بھالا اور سادہ لوح بزرگ قرار دے دیتے ہیں اور وہ یہ نہیں سمجھتے کہ حضرت عثمان ذوالنورینؓ کون تھے حقیقت یہ ہے کہ قرآن کے موعودہ چاروں خلفائے راشدین (امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم) اپنے اپنے دورِ خلافت میں سب سے افضل اور سب سے زیادہ خلافت نبوت کے اہل تھے۔ ان چاروں کی خلافتیں قیامت تک کے مسلم حکمرانوں کے لیے معیاری خلافتیں ہیں اور یہی وہ خلفائے راشدین ہیں جن کے طریقے کی اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سُنّت کی اتباع کے بعد مابعد کی امّت پر لازم کر دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

مَن یعیش منکم بعدی فسیری اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنّتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین (مشکوٰۃ شریف) میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ پس اس وقت تم پر میری سُنّت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنّت کی اتباع لازم ہے)۔

قادرِ مطلق اور علیم و خبیر خدائے عزّوجلّ نے جن حضرات کو اپنے قرآنی وعدے کے مطابق خلافتِ نبوّت کا منصب عطا فرمایا ہے اور حضور خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی سنّت (طریقے) کی

کی اتباع کا حکم دیا ہے تو خواہ شاہ معین الدین احمد ندوی ہوں یا جماعتِ اسلامی کے بانی و امیر اول کسی مصنف اور لیڈر کو کیا یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ان حضرات کی خلافتِ راشدہ کی پالیسیوں کو اپنی تنقیص و طعن کا ہدف بنائے۔ اسی طرح ان خلفائے راشدین کے بعد حضرت امیر معاویہ ہوں یا حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما ان کی خلافت اور ان کے کارناموں پر تبصرہ کرتے وقت محض تاریخی متضاد روایات کو پیشِ نظر نہیں رکھا جائے گا بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ ان حضرات کو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا شرفِ صحبت حاصل ہیں۔ ان کے قلوب پر انوارِ نبوت کے پرتو ہیں، وہ بھی رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا درجہ بدرجہ مصداق ہیں۔ ان کے خلوص نیت میں شک نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے جو کچھ کیا اس میں خطائے اجتہادی تو ہو سکتی ہے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کے اعمال و افعال نفسانیت پر مبنی تھے اور وہ سیاسی اغراض کے تحت جان بوجھ کر کتاب وسنت کی خلاف ورزی کرتے تھے۔

حضرت معاویہؓ اور مودودی

چنانچہ جماعتِ اسلامی کے بانی و امیر اول ابوالاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

"مالِ غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی الخ

(خلافت و ملوکیت طبع اول اکتوبر ۱۹۶۶ء صہ ۱۷۴) ناشر اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۲۔ ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہؓ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبوں میں برسر منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبر رسولؐ پر عین روضۂ نبوی کے سامنے حضورؐ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علی کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے الخ (ایضاً صہ ۱۷۴)

۳۔ زیاد بن سمیہ کا استلحاق بھی حضرت معاویہؓ کے ان افعال میں سے ہے جن میں انہوں نے سیاسی اغراض کے لیے شریعت کے ایک مسلمہ قاعدے کی خلاف ورزی کی تھی الخ (ایضاً صہ ۱۷۵)

تبصرہ: مودودی صاحب نے یہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاست اور حکومت

کا جو نقشہ کھینچا ہے اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک پاکستان کے سکندر مرزا، ایوب، یحییٰ اور ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت سے بھی حضرت معاویہؓ کا دورِ حکومت بُرا تھا (العیاذ باللہ) گیا لکھتے وقت ان کے دماغ میں یہ بھی تھا کہ وہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے دورِ حکومت پر تبصرہ کر رہے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبِ وحی یا کاتبِ فرامین بھی تھے اور جن کے حق میں حضور نے اللھم اجعله ھادیا ومھدیا کی دُعا بھی فرمائی تھی۔ یعنی اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت پانے والا بنا دے) اور ستم ظریفی یہ ہے کہ یہی مودودی صاحب اس کتاب میں لکھتے ہیں:

"حضرت معاویہؓ کے محامد و مناقب اپنی جگہ پر ہیں۔ ان کا شرف صحابیت بھی واجب الاحترام ہے۔ ان کی یہ خدمت ناقابلِ انکار ہے کہ انہوں نے پھر سے دُنیائے اسلام کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا اور دنیا میں اسلام کے غلبے کا دائرہ پہلے سے زیادہ وسیع کردیا۔ ان پر جو شخص لعن طعن کرتا ہے وہ بلاشبہ زیادتی کرتا ہے۔ لیکن ان کے غلط کام کو تو غلط کہنا ہی ہوگا۔ اسے صحیح کہنے کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم اپنے صحیح و غلط کے معیار کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔" (ایضاً خلافت و ملوکیت ص۱۵۳)

جب مودودی صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ و سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی ہے اور وہ سیاسی اغراض کے تحت ایسا کیا کرتے تھے اور منبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھ کر بھی وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے تھے تو پھر شرفِ صحابیت کہاں باقی رہا اور ان کے محامد و مناقب کہاں سے آگئے اور ان کا احترام کوئی کس بنا پر کرے گا۔ سیاسی اغراض کے تحت کتاب و سُنّت کی خلاف ورزی کرنے والا تو شرعاً فاسق ہوتا ہے اور فاسق کا احترام کب جائز ہے، اور کیا حضرت علی المرتضیٰ کی اولاد میں کوئی بھی ایسا نہ تھا یا مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے والوں میں بھی کوئی اہلِ حق ایسا نہیں رہا تھا کہ جو منبرِ رسولؐ پر حضرت علی المرتضیٰ رضؓ کو کھلی گالیاں دینے والے کو برسرِ عام روکے۔ کیا حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم موجود نہ تھے جو اس ارشادِ نبوی پر عمل کر کے نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے اور افضل الجہاد کا ثواب حاصل کرتے۔

افضل الجھاد کلمة الحق عند سلطان جائر او کما قال علیه الصلوٰة والسلام۔ ظالم بادشاہ کے سامنے حق کی بات کہنا افضل جہاد ہے)

حضرت ماعزؓ کا واقعہ

مودودی صاحب نے خلافت و ملوکیت میں صحابہ کرامؓ پر تنقید کے جواز میں حضرت ماعز رضی اللہ عنہٗ کا واقعہ بھی بیان کیا ہے جن کو ان کے اقرارِ جرم کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ واقعہ صحیح ہے لیکن اس کے بعد حضرت ماعز رضی اللہ عنہٗ کو اللہ تعالیٰ نے جو خالص توبہ کی توفیق دی تھی ان کی توبہ بھی گناہگاروں کے لیے ایک مثالی توبہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات اِکّا دُکّا ہیں اور ہر صحابیؓ کی وفات ایمانِ کامل پر واقع ہوئی ہے اور کسی صحابیؓ کو بھی حسبِ ارشادِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) دوزخ کی آگ چھو بھی نہیں سکے گی اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین براہ راست جنت میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ میں نے اپنی کتاب "دفاع حضرت معاویہؓ" میں لکھا ہے کہ:

"حضرت مجدد الف ثانیؒ امام ابن حزم (متوفی ۴۵۶ھ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں:۔

الصحابہ کلھم من اھل الجنۃ قطعاً (تمام صحابہؓ قطعاً جنتی ہیں)

(رسالہ ردالروافض صـ۱۴ نیز ملاحظہ ہو "الفصل فی الملل والنحل ج ۴ ص ۱۴۸)

بہرحال جو شخص حضرت امیر معاویہ کو صحابی مانتا ہے اس آیتؑ کے تحت اس کا یہی عقیدہ ہونا چاہیئے کہ حضرت معاویہؓ بھی سیدھے جنت میں جائیں گے اور دوزخ کی آگ ان کو چھو بھی نہیں سکتی۔

(دفاع حضرت معاویہؓ ص۱۷)

مودودی صاحب کی اپنی پاک دامنی

مودودی صاحب نے اپنی کتاب "خلافت و ملوکیت" میں حضرت عثمان ذوالنورینؓ

ؑ یعنی یَومَ لَا یُخزِی اللہ النبی والذین امنوا معہ نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اس آیت کے ترجمہ و تشریح میں لکھتے ہیں۔ "یعنی قیامت کے دن نہیں رسوا کرے گا اللہ نبیؐ اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ان کے ساتھ ان کا نور ہوگا کہ دوڑے گا سامنے ان کے اور داہنے ان کے"۔ یہ اس بات کو جتاتا ہے کہ ان کو آخرت میں کچھ عذاب نہ ہوگا اور بعد وفات پیغمبرؐ کے نور ان کا نہ مٹے گا نہ زائل ہوگا اور اگر نور حبط (ضائع) ہو جائے اور جاتا رہے تو قیامت میں کیونکر ان کے کام آئے"۔

(تحفہ اثنا عشریہ مترجم جلد ثانی ص ۲۰۳)

حضرت امیر معاویہ، حضرت عمرو بن العاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ وغیرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اگر وہ حقیقت پر مبنی ہے تو پھر اسلام میں شرف صحابیت اور فیضانِ نبوت کی کوئی حیثیت ہی باقی نہیں رہتی لیکن تعجب خیز تو یہ بات ہے کہ مودودی صاحب اپنی ذات کو اتنا بلند و بالا سمجھتے ہیں کہ ان کا کوئی کام اور ان کی کوئی بات بھی خلافِ حق نہیں ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"خدا کے فضل سے میں کوئی کام یا کوئی بات جذبات سے مغلوب ہو کر نہیں کیا اور کہا کرتا۔ ایک ایک لفظ جو میں نے اپنی تقریر میں کہا ہے اور یہ سمجھتے ہوئے کہا ہے کہ اس کا حساب مجھے خدا کو دینا ہے نہ کہ بندوں کو۔ چنانچہ میں اپنی جگہ بالکل مطمئن ہوں کہ میں نے کوئی ایک لفظ بھی خلافِ حق نہیں کہا۔"

(رسائل و مسائل حصہ اوّل ص ۳۰۶ طبع دوم)

۲۔ نیز لکھتے ہیں کہ:

"اللہ کے فضل سے مجھے کسی مدافعت کی حاجت نہیں ہے۔ میں کہیں خلا میں سے یکایک نہیں آگیا ہوں۔ اس سرزمین میں سالہا سال سے کام کر رہا ہوں۔ میرے کام سے لاکھوں آدمی براہِ راست واقف ہیں۔ میری تحریریں صرف اسی ملک میں نہیں دنیا کے اچھے خاصے حصے میں پھیلی ہوئی ہیں اور میرے رب کی مجھ پر یہ عنایت ہے کہ اس نے میرے دامن کو داغوں سے محفوظ رکھا ہے۔"

(تقریر چار روزہ کانفرنس جماعتِ اسلامی پاکستان بمقام لاہور ۲۵ تا ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

یہ تقریر خود مودودی جماعتِ اسلامی نے ایک پمفلٹ کی صورت میں بھی شائع کی ہے۔ اب قارئین حضرات خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض یافتہ صحابہ کرامؓ کی کیا شان ہے اور مودودی صاحب کی کیا؟ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
مہر مبارکہ

شبیر احمد میواتی

ماہنامہ حق چار یار رض کی جلد اوّل کے شمارہ نمبر تین اور چار میں قسط وار شائع ہونے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبات مبارکہ (بنام شاہ حبش نجاشی و قیصر روم) قارئین کرام نے ملاحظہ فرمائے۔ اس بار مناسب سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر مبارک کے بارے میں مختصر معلوماتی مضمون شائع کیا جائے۔ واضح ہو کہ مہر مبارکہ کا عکسی فوٹو "حق چار یار رض" کے شمارہ نمبر ۳ کی زینت بن چکا ہے۔

ہجرت کے چھ برس بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہانِ عالم کے نام دعوتِ اسلام کے لیے مکتوبات بھیجنے کا فیصلہ کیا اور سفراء کے طور پر ان صحابہ کرام رض کو منتخب فرمایا جو ان ممالک کی زبان، ان اقوام کے مذاہب اور ان لوگوں کے معاشرے کی تہذیب سے آشنا تھے تاکہ تبلیغ کا حق صحیح طور پر ادا کر سکیں لیکن اس فیصلے کے ساتھ عجیب صورتِ حال پیش آئی۔ وہ صحابہ کرام رض جو ان ممالک میں جا چکے تھے اور وہاں کے رسم و رواج، تہذیب و تمدن اور مذہب سے آشنا تھے خدمت اقدس میں آئے اور عرض کیا —— "یا رسول اللہ ! ملوک عجم کا دستور ہے کہ کسی مکتوب کو نہ اُس وقت تک قبول کرتے ہیں نہ اس کا جواب دیتے ہیں جب تک کہ اس پر روانہ کرنے والے کی مُہر ثبت نہ ہو۔ لہٰذا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ آپ مکتوبات مبارک روانہ کرنے سے قبل کوئی مہر تیار کرا لیجیے"۔

یہ سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قدرے غور فرمایا۔ پھر ایک انگشتری تیار کرانے کا حکم دیا۔ تعمیل ہوئی اور ایک لوہے کی انگوٹھی تیار کی گئی۔ آنحضرت ؐ نے اسے انگلی میں پہنا لیکن اسی وقت حضرت جبرئیل ؑ تشریف لائے اور کہا —— "یا رسول اللہ آہنی انگشتری مت پہنیے"۔

یہ سُن کر اللہ کے نبیؐ نے اصبع مبارک سے انگشتری اتار دی اور دوسری بنانے کا حکم دیا۔ اس مرتبہ تانبے کی انگوٹھی تیار کی گئی۔ آنحضرتؐ نے اسے ملاحظہ فرمایا اور اپنی انگلی میں پہن لیا لیکن اس مرتبہ پھر وہی صورتِ حال پیش آئی۔ حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے اور بولے۔ "یا رسول اللہ! تانبے کی انگشتری مت پہنئے۔"

یہ سُن کر آنحضرتؐ نے اسے بھی اُتار دیا اور تیسری مرتبہ بنانے کا حکم دیا اور اس بار چندن کے بعد چاندی کی انگوٹھی تیار ہو کر آئی اور اللہ کے نبیؐ نے اسے عزت بخشی تو بارگاہِ خداوندی سے کوئی اعتراض نہ ہوا تب آپؐ مطمئن ہو گئے۔ اس انگشتری کا نقش تین سطور میں کچھ اس انداز میں نقش تھا کہ پہلی سطر میں اللہ دوسری سطر میں رسول اور تیسری میں محمدؐ کے الفاظ درج تھے۔ یعنی نچلی سطر سے پڑھا جاتا تو محمد رسول اللہ پڑھا جاتا تھا۔ یہی مہر تھی جسے آنحضرتؐ جب تک حیات رہے تمام مکتوبات اور دربارِ رسالت سے صادر ہونے والے تمام احکامات پر اسے ثبت کرتے رہے۔

جب ۱۱ ہجری میں وصال ہُوا تو مہاجرین و انصار نے اجتماعی فیصلہ سے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تو یہ انگشتری یا مُہر ان کے پاس آئی جسے وہ مہرِ خلافت کے طور پر استعمال کرتے رہے۔ یعنی ان کے دربار سے جو بھی احکامات صادر ہوتے یا جو مکتوب روانہ کیے جاتے ان سب پر انگشتری سے مہر لگائی جاتی اور اسی کی بدولت انہیں اہم تصور کیا جاتا۔

سنہ ۱۳ھ میں حضرت صدیق اکبرؓ کا وصال ہُوا تب حضرت عمرؓ بن الخطاب خلیفہ مقرر ہوئے۔ اس وقت یہ انگشتری یا مہرِ خلافت ان کے پاس پہنچی۔ خلیفہ دوم نے دس برس چھ ماہ چھ دن بارِ خلافت سنبھالا۔ اس تمام وقت میں دربارِ خلافت سے روانہ ہونے والے تمام مکتوبات اور صادر ہونے والے تمام احکامات کو اسی انگشتری سے مُہر کیا جاتا اور یہی اس بات کی علامت تصور کی جاتی کہ امیر المومنین نے اس حکم یا اس مکتوب کو خود اپنے دستِ مُبارک سے لکھ کر اپنی جانب سے روانہ کیا ہے۔ خلافت کی تمام مدت خلیفہ دوم نے اس انگشتری کو اپنے ہاتھ سے جُدا نہیں کیا۔ یہاں تک کہ آپ کی شہادت ہوئی اور چھ جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے اتفاقِ رائے سے حضرت عثمان غنیؓ منصبِ خلافت کے لیے منتخب کیے گئے۔

تب یہ انگشتریٔ رسول یا مہرِ خلافت ان تک پہنچی۔ انہوں نے بھی سابقہ دَور کی طرح اسے بعد احترام

باقی صـ پر

لفظ مکّہ کے متعلق ایک اہم اعلان

حضرۃ مولانا محمد مسعود صاحب شمیمؔ مہتمم مدرسہ صولتیہ، مکّہ معظمہ

مکّہ معظّمہ مسلمانانِ عالم کے نزدیک ایک مقدس ترین اور بابرکت مقام ہے۔ عرصہ سے اہل جمعیۃ اور دینی و اسلامی درد رکھنے والے باخبر مسلمانوں کے لیے یہ امر بے حد فکر و پریشانی اور قلبی اذیت کا باعث تھا کہ لندن وغیرہ شہروں میں لفظ "مکّہ" کو ایسی جگہوں کے لیے استعمال کیا جاتا تھا جو فسق و فجور اور فحاشی و بدکاری کے اڈے تھے۔ اس کے علاوہ انگریزی، فرانسیسی، جرمنی، ترکی اور لاطینی زبانوں میں بھی لفظِ "مکّہ" ہر زبان و ملک والے اپنے اپنے طریقے پر مختلف انداز و حروف میں لکھتے تھے جو اس مبارک نام اور مقدس مقام کے منافی تھا اور اصلی تلفظ ہی بدل کر رہ گیا۔ ہند و پاک وغیرہ میں مکّہ مکرّمہ کو "MECCA" لکھا جاتا تھا جو منسوخ ہو گیا ہے۔ حکومتِ سعودیہ نے اس کا اعلان کیا ہے کہ اب لفظ "مکّہ" کی سپیلنگ بلا فرق و امتیاز دنیا کی تمام زبانوں میں "MAKKAH" لکھا جائے گا۔

سعودی حکومت کی وزارت اطلاعات و نشریات، وزارت خارجہ اور رابطہ عالم اسلامی نے اپنے اپنے ذریعہ سے عالمی طور پر اس کا اعلان کیا ہے۔

ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے علاقوں میں ہر زبان کے اخبارات میں تصحیح کو شائع کریں اور خود بھی خط و کتابت میں پتہ لکھتے وقت مکّہ معظمہ کی جدید انگریزی سپیلنگ "MAKKAH" لکھیں جو تلفظ کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے۔ یہ تاریخی معلومات بھی اہم ہیں کہ اب سے تقریباً ۶۵ سال قبل جنیوا میں جو عالمی جغرافیائی کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس میں بھی لفظ "مکّہ" کی یہی سپیلنگ قرار دی گئی ہے۔ اب تمام پڑھے لکھے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ بھی اس کو عام کریں۔

فضیلت و منقبت

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ

وہ عثمانؓ غنی کہتے ہیں جن کو جامعِ قرآں
سدا کرتے رہے جو راہِ دیں میں مال و جاں قرباں

نہ کی زِنہار پروا مال و دولت خرچ کرنے میں
مسلمانوں کو جب دیکھا انہوں نے بے سر و ساماں

خریدا آبِ شیریں کا کنواں بد خو یہودی سے
مسلمانوں کی یوں تشنہ لبی کا کر دیا درماں

ضرورت جب پڑی قیصر سے لڑنے کی تو عثمانؓ نے
تہائی فوج کا فوراً مہیا کر دیا ساماں

عدم موجودگی میں حضرتِ عثمانؓ کی جانب سے
خود اپنے ہاتھ سے سرکارؐ نے لی بیعتِ رضواں

فلاح و خیرِ امت میں رہے سرگرم ہر لمحہ
ہیں اس امت پہ بے حد حضرتِ عثمانؓ کے احساں

ہوئے زیرِ تسلط آپؓ کے عہدِ مبارک میں
مراکش قبرص و اندلس خراساں و بلخ توراں

ہزاروں درہم و دینار سے مسجد کشادہ کی
سخاوت کے ذریعے سر کیے سب خیر کے میداں

شہِ کونینؐ بھی ان کی حیا کا پاس کرتے تھے
حیا و شرم میں اُن کا نہ تھا ہمسر کوئی انساں

رہے سایہ کے مانند آپ کے ہمراہ پیوستہ
نہ چھوڑا ایک لمحہ کے لیے سرکارؐ کا داماں

شہادت بھی خدا کے فضل سے اس حال میں پائی
حضورِ قلب سے جب پڑھ رہے تھے مصحفِ قرآں

بشارت دی انہیں سرکارِ دو عالم نے جنت کی
عدو ہوتا ہے ایسے ہی سعادت مند کا شیطاں

شہِ کونینؐ کی دو بیٹیوں کو عقد میں لائے
اِسی نسبت کے باعث آپؓ ذوالنورین کہلائے

سرور میواتی

جناب مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچوی، مہتمم مدرسہ نجم المدارس کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

محترم المقام حضرت قاضی صاحب دامت برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آں محترم کے مدرسہ کی سالانہ روداد کو دیکھ کر ہمیشہ یہ خیال آتا رہا کہ ان مسائل پر تبصروں کے لیے ایک ماہنامہ کی ضرورت ہے کیونکہ سالانہ روداد میں سال بھر کے واقعات پر تبصرے ظاہر ہے کہ بہت ہی دیر سے آسکتے تھے اور جو کہ بنا بر بعد از وقت معلوم ہوتے رہے۔ اہلِ باطل کے خیالات تو روزانہ اپنے ہمنواؤں تک پہنچتے رہیں اور اہلِ حق ایک ماہ بعد تک بھی حق کی آواز عامۃ المسلمین تک نہ پہنچا سکیں تو ظاہر ہے کہ اذہان کا رجحان اُس طرف بڑھتا رہے گا اور جب باطل نقشِ اوّل کی حیثیت سے ان کے ذہن کو قابو میں لے آئے تو اِس طرف کی آواز تریاق از عراق کا قصہ ثابت ہوگا۔ اہلِ باطل کی تعداد میں روز افزوں اضافہ کی ایک بڑی وجہ عوام کی لاعلمی بھی ہے اور اس کا باعث جہاں ان کی دین سے بے رغبتی ہے وہیں اہلِ حق کے پاس وسائل ابلاغ کی کمی بھی ہے۔ بہرحال ماہنامہ حق چاریارؓ احقر کے اس دیرینہ خواہش کا مُظہر حُسین کے ذریعہ مظہرِ حسین معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے نیک مقاصد میں کامیابی سے نوازیں آمین۔

نام کی حد تک بعض دوسرے ماہنامے بھی یہ کام کر رہے ہیں مگر مترشح بما فیہ کی مجبوری سے خاص اغراض کے ماتحت بسا اوقات انصاف کا دامن ان کے ہاتھ سے چھوٹتا ہوا دیکھ کر بہت ہی دکھ ہوتا ہے۔ دشمنانِ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے ہمنواؤں کا کسی بھی غرض

اور لالچ سے ساتھ دینا انہیں اُچھالنا اور ملّت کی ضمیر پر ان کو مسلط کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ حُبِ صحابہ رضؓ کا دعویٰ ایک عجیب لگتا ہے۔ صحابہؓ کی عزت اس سے بے نیاز ہے۔ وہ ایسے میں ہاتف غیبی کی زبان سے ایسے برخود غلط حضرات سے یہی کہتے ہوں گے کہ ؎

ہمہ غیری دمیگوئی بیا عرفی توہم لطف فرمودی بروکیں پائے راز فتار نیست

اس قسم کا رویّہ اہلِ حق کے شایانِ شان نہیں۔ حق ان سے یہی کہتا ہوگا کہ ؎

اقول له ارحل لاتقیمن عندنا والّافکن فی السرّ والجهر مسلماً الخ

جناب شاکر عروجی صاحب ایم۔اے، مدیر ماہنامہ "پرچم" فیصل آباد

ماہنامہ "حق چار یار رضؓ" کا شمارہ مئی ۱۹۸۹ء زیرِ نظر ہے۔ ترتیب و تہذیب سے کتابت و طباعت مع نوعِ کاغذ تک ایک ایک شیئ شستہ و منتخبہ ہے۔ نظرِ اوّل ہی میں دل سے بے ساختہ "سبحان اللہ" نکلا۔ سُبحان اللہ کیا جریدہ نکالا ہے۔ حق و صداقتِ عقیدہ کو کس حسین و جمیل سانچے میں ڈھالا ہے! اللہ تعالیٰ اس جذبہ کو ہزار ہزار پذیرائی عطا کریں۔ آمین ثم آمین۔

سَرورق کے ص۲ پر "خدام اہلسنّت کی دُعا" پرچے کے عظیم مسلک کی ترجمانی یا تحریکِ عیانی کا آئینہ برّاق درخشں بن کر اس انداز سے باصرہ افروز ہوتی ہے کہ مطالعہ کے لیے ازبس محویت اندوز۔ مندرجات میں "رمضان، بدر اور اصحابِ بدر" ایک جامع و مانع ابتدائیہ بلکہ ایسا یقین انگیز دینی انشائیہ ہے کہ ہر گھرانے اور ہر مسلمان قبیلے میں اس کا سبقاً سبقاً پڑھنا یا پڑھایا جانا ضروری ہے۔ اس کے لیے ہم سب اجتماعی طور پر کوشش کریں!!

آج کا دَورِ حق و باطل میں آویزش کا وہی دَور ہے جس میں جنگِ بدر کے توحید آشوب محرکات بدیجًا و صریحًا پیدا ہیں لیکن مصافِ اسلام کے غازی "بُت شکنی" کی بجائے "بُتگری" کے دالہ و شیدا ہیں۔ انہیں "دَورِ پیچھے کی طرف اے غازئ اسلام تو" کا آموختہ 'حق چار یار رضؓ' کے صوری و معنوی سیّارۂ دانش کے ذریعے جس قدر ازبر کرانے کی ضرورت ہے اسے اِن چند سطور میں کیا بیان کیا جائے!

اللہ تعالیٰ نے بانیٔ تحریک خدام اہلسنت پاکستان حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب

دامت برکاتہم سے کیا کارِ نمایاں لیا کہ ساری اُمّت کو عظمتِ صحابہؓ کی محبوبیت پر جمع کیا۔ واقعی

ع ہر کسے را بہر کارے ساختند!

شمارۂ زیر تبصرہ کا حصّہ نظم 'حمد باری' از مستند نعت گو شاعر جناب حافظ لدھیانوی، حضرت جگر مرادآبادی کی نعت عنوانہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ نخلِ ایمان و عقیدہ کی بہارِ شاداب ہے جو انتخاب لاجواب ہے۔ قمر حجازی صاحب کا گنجینۂ گہر شاہکار 'خلافت چار یاروں کی' اصحابِ بدر از جناب انجم نیازی، منقبتِ صحابہؓ از سرور میواتی صاحب اور حق چار یارؓ کا قطعہ تاریخ محمد مسلم صاحب غازی کا اچھوتا فنّی شعر پارہ ہے۔ بالفاظِ دیگر "جو ذرہ جس جگہ ہے وہیں آفتاب ہے" کی علامتی وضاحت!!

اب آئیے حصّۂ نثر کا حق ادا کرنے والوں کی طرف! ان میں اداریہ (مع اظہاریہ و اشاریہ) کی جامعیت کے بعد —— حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ جن کا عالمانہ، خطیبانہ و واعظانہ مضمون قرآن کریم نے اپنے متبعین میں کیا انقلاب برپا کیا، ہر جہت سے قرآنی نصوص و حکم کی بنا پر دعوت الی الحق کی شہادتِ صادقہ لیے ہوئے ہے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کا فکر انگیز اور تبلیغِ دیں کا آئینہ دار "مکتوبِ نبوی بنام قیصرِ روم" کیا جزالت و اصابتِ قلم کا مرقع ہے! 'صحابۂ کرامؓ اور مسلک علمائے دیوبند' از قبلہ قاری محمد طیب قاسمی نیز مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کا 'ازالۃ الخفا' بلحاظِ موضوعات خوب سے خوب تر کی طرف رجوعات اور بلحاظِ موضوعات کامل و خوشتر! سرورق کا حُسن ملک کے خطاطِ بے مثال حضرت نفیس رقم کے اجلالِ قلم کی درخشانیوں سے ہے۔ الغرض یہ ۶۶ صفحات کو محیط دینی جریدہ شروع سے آخر تک عروسِ جمیل و لباسِ حریر کی تصویر ہے جس کے تابناک آغاز پر بانی و سرپرست، مدیر مسئول اور ارکانِ ادارہ و منتظمین بجد و بند و بست 'میرے جریدے' "پرچم" کی طرف سے ہر لحاظ سے قابلِ مُبارکباد و لائقِ صاد ہیں —!

ہر چند کسی تحریک کے مالیؔ و مالیہ یا جریدہ کے دائرۂ نشر و اشاعت کے بارے میں (جب تک وہ رائج الوقت سکّے کی طرح کم از کم تین سالوں کا مسلسل و بلاناغہ اور ٹھوس سرمایۂ حیات اپنے دامن میں محفوظ نہ رکھتے ہوں) کسی قسم کا اظہارِ خیال صاحب الرّائے کے صرف "پیشگی تدبر کا حُسنِ ظن" سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا یا آدابِ نقد و نظر سے ناواقفیت کی دلیل سمجھا جاتا ہے،

اسی طرح جستِ اوّل ہی میں اس کے آفاقی عزائم کے تناظر میں بلند پروازیوں پر خاموش رہنا یا مہرِ سکوت اختیار کر لینا بھی علامتِ بدانشی یا حیطِ احساس کمتری ہے۔ لہٰذا یہ چند سطور اسی ضمن میں سپردِ خامہ ہیں۔ اللہ کرے حق چار یارؓ کا مستقبل، بیش از پیش درخشندہ و براق ہو اور اس کا ایک ایک شمارہ قارئین کی نگاہ میں قابلِ حفاظت اور جامع اوراق!

(بہترین و خدمت گارانہ و معاصرانہ دعاؤں کے ساتھ)

جناب سجلیؔن صاحب رجپوری (بدایونی) لاہور

ماہنامہ رسالہ" حق چار یار" رضوان اللہ علیہم اجمعین، خاکسار کو ارسال کردہ موصول ہوا۔ اس ذرہ نوازی کا بہ قلبِ صمیم سپاس گذار ہوں۔

رسالے کی دید و رویت اور ردِّ کفر و الحاد اور رافضیت و خارجیت و قادیانیت کی دروغگوئیوں فتنہ پردازیوں پر بالاستدلال تردیدی مضامین پڑھ کر نہایت مسرت ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!

حضرت قاضی مظہر حسین صاحب (بانی و امیر تحریک خدام اہلسنت پاکستان) نیز آپ بمع کارپردازان و معاونین" ادارہ" دُعا ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ بہ صحت و عافیت یہ اہم دینی خدمات فرماتے رہیں اور آپ سب کے فیوض و برکات سے ملّت بیضا مستفید ہوتی رہے اور اللہ موفق بالخیر کی عطائے توفیق سے" ملعون ابنِ سبا" کے چیلوں کی فتنہ سازیوں اور مذموم ارادات کا انسداد ہو۔ فجزاکم اللہ جزاءً خیراً فی الدارین۔ آمین فقط والسلام وتحیات

جناب مولانا حافظ محمد حسن جان صاحب ایم۔اے (گولڈ میڈلسٹ) پشاور یونیورسٹی

فاضل مدینہ یونیورسٹی، شیخ الحدیث امداد العلوم پشاور

ماہنامہ حق چار یارؓ، ہر ماہ پابندیٔ وقت کے ساتھ موصول ہو رہا ہے۔ اس کرم فرمائی کا بے حد شکریہ۔

حضرت الشیخ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کی نگرانی میں آپ کا یہ مؤقر جریدہ مسلک اہل السنۃ والجماعت کا صحیح ترجمان اور سُنّی عوام وخواص کے لیے بے حد مفید ثابت ہورہا ہے اور ہوگا اِن شاء اللہ تعالیٰ!

پرچہ کی طباعت عمدہ، سرورق دیدہ زیب اور مضامین علمی و تحقیقی نیز مسلک کے اعتبار سے بااعتدال ہیں۔ دُعا ہے حق تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازیں۔ آمین۔

جناب علامہ علی احمد صاحب سندیلوی صدر، اخوان المؤمنین پاکستان۔ لاہور

تحریک خدام اہلسنّت والجماعت کا ترجمان اور نظام خلافتِ راشدہ کا داعی رسالہ "حق چار یار رض" کے پہلے دو شمارے بدست جناب شبیر احمد صاحب میواتی اور چوتھا شمارہ بذریعہ ڈاک موصول ہوُا۔ ترسیل کا بہت بہت شکریہ! رسالے کا نام "حق چار یار رض" ملاحظہ کر کے ازحد خوشی ہوئی کیونکہ یہ عنوان اپنے اندر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت لیے ہوئے ہے اور صحابہ کرام کی محبت عین ایمان ہے۔ ان کا دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن اور رسول اللہ ؐ کا دشمن اللہ جل جلالہٗ کا دشمن ہے۔ صحابہ رض ہدایت کے ستارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی جانشین ونائب ہیں۔ ان سے دشمنی رکھنے والا بحرِ ظلمات میں غرق ہوجاتا ہے۔

رسالہ کی ظاہری ومعنوی خوبیاں دلکش بھی ہیں اور دیدہ زیب بھی۔ ماہناموں کے مطالعہ کا وقت احقر کو بہت کم میسر آتا ہے جس کے باعث بسا اوقات میرے حصہ میں مطالعہ کی بجائے حسرتِ مطالعہ ہی آتی ہے۔

لیکن جب " حق چار یار رض" میں لکھنے والے علماء محققین اور مایہ ناز اہلِ قلم کے اسماءِ گرامی دیکھے تو اس کے اکثر مضامین کا مطالعہ کیے بغیر چھوڑنے کی قدرت نہ رہی۔ ہر مضمون کو پڑھ کر مسرت میں اضافہ ہوتا گیا۔ مضامین کی فکر انگیزی وانتخاب، حُسن بیان، ترتیب، تنوع اور افادیت نے رسالہ کی دلکشی کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ آپ کا رسالہ بے حد معیاری ہونے کے

ساتھ تعمیری بھی ہے۔ یہ اس لیے کہ اسے قائد اہلسنت وکیلِ صحابہ حضرت قاضی مظہر حسین مدظلہٗ کی سرپرستی، جناب حکیم حافظ محمد طیب کی پُرخلوص نگرانی اور جناب شبیر احمد میواتی ایسے انتھک مخلص نوجوان کا تعاون حاصل ہے۔

میرے خیال میں عوام اہلسنت اور اس کی نئی نسل کو فتنۂ سبائیت و خارجیت سے بچانے کے لیے "حق چار یار رضؓ" خاص طور پر بہت مفید ہے۔ آپ نے یہ رسالہ جاری کر کے اہلسنت اور اس کی نسل پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ رسالے کو راہِ اعتدال پر گامزن رکھتے ہوئے اگر صحابہ کرام کی محبت کی مٹھاس کے ساتھ اتحادِ اہلسنت کا نمک شامل کر دیا جائے تو یقیناً فائدہ اور لذت میں مزید اضافہ ہوگا۔

اس زمانے میں ایسے لٹریچر کی شدید ضرورت ہے جو نئی نسل کو ان کے مزاج کی رعایت کے ساتھ دین کا پیغامِ حکمت و موعظت کے ساتھ پہنچا سکے اور دلوں کو سبائیت و خارجیت کے میل کچیل سے صاف کر کے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت بھر دے۔

امید ہے "حق چار یار رضؓ" اس شدید ضرورت کو پورا کرنے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ نافع بنائے اور شرفِ قبولیت سے نوازے۔ وھو المستعان۔

جناب پروفیسر حافظ عبدالمجید صاحب ایم۔ اے چکوال

ماہنامہ "حق چار یار رضؓ" کے دو شمارے موصول ہوئے۔ رسالہ کی ظاہری اور معنوی خوبیاں اس بات کی متقاضی ہیں کہ ماہنامہ "حق چار یار رضؓ" کے اجراء پر آپ کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کیا جائے۔

قرآن و حدیث ہم تک صحابہ رضؓ کے ذریعہ پہنچا ہے۔ جب تک صحابہ کرام رضؓ کی عظمت و شان کو تسلیم نہ کیا جائے نہ قرآن پر ایمان ممکن ہے نہ حدیث پر۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضؓ کو قرآن و سُنّت کی حفاظت کا ذریعہ بنایا اور صحبتِ نبوی ﷺ کے فیض سے صحابۂ کرام رضؓ میں ایسی صفات پیدا ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی میں انہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی امتیازی سند عطا فرمائی۔

نیز اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ سے یہ وعدہ فرمایا کہ انہیں خلافت عطا کی جائے گی۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خلافت راشدہ کی شکل میں یہ وعدہ پورا فرمایا۔ گویا چار یارؓ کی حقانیت خود قرآن سے ثابت ہے۔ اور ماہنامہ حق چار یارؓ بھی اسی لیے جاری کیا گیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے فضائل وکمالات، خلافتِ راشدہ کی عظمت اور حقانیت اہل السنت کے موضوعات پر مضامین شائع کیے جائیں اور باطل عقائد ونظریات کا استیصال کیا جائے۔

جناب مولانا حافظ سراج الدین صاحب حقانی، مدرس نجم المدارس کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

ماہنامہ "حق چار یارؓ" لاہور کا چوتھا شمارہ بھی موصول ہوگیا ہے۔ آپ نے "حق چار یارؓ" کے خوبصورت عنوان سے ماہانہ جریدے کا اجراء فرما کر ہماری دیرینہ آرزو کی تکمیل فرمائی ہے یقین کامل ہے کہ قائد اہل سنّت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی و نگرانی میں شائع ہونے والا یہ سُنّی پرچہ عنقریب "صحافتی دُنیا" میں اہم مقام حاصل کرلے گا ——— الحمد للہ "حق چار یارؓ" ہمارے کلاچی شہر میں بھی بیحد مقبول ہو رہا ہے۔ کلاچی میں پرچے کے خریداروں کی تعداد (اب تک) پچاس ہوگئی ہے جن کے چندے بذریعہ منی آرڈر ارسالِ خدمت کرچکا ہوں۔ تعارفی وخریداری مہم جاری ہے۔ بہت جلد انشاء اللہ تعالیٰ تعداد ۱۰۰ تک پہنچ جائے گی۔

جناب محمد اعظم صاحب تاج، سعدی پارک، مزنگ، لاہور

میں نے ماہنامہ "حق چار یارؓ" کے اب تک شائع ہونے والے تمام شماروں کا بغور مطالعہ کیا۔ مضامین کا انتخاب اور ترتیب بہت خوب ہے۔ تازہ پرچہ میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ کا مقالہ "صحابۂ کرامؓ اور مسلک علماءِ دیوبند" نہایت اہم اور خاص مطالعہ کی چیز تھی۔ بلاشبہ آپ نے حق چار یارؓ کو جدید بنانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی ہے۔ صدقِ دل سے "حق چار یارؓ" کے اجراء پر مبارکباد پیشِ خدمت ہے قبول فرمائیں۔

شہادت
حضرتِ عثمانؓ ذوالنّورین

تعالی اللہ! سرتاپا ضیا عثمانؓ ذوالنّورین — تعالی اللہ! ظلِّ کبریا عثمانؓ ذوالنّورین

ہیں پائے آپؓ نے دو نُور حضرتؐ فخرِ آدم سے — زہے! دامادِ حضرت مصطفٰے عثمانؓ ذوالنّورین

گلستانِ رسولؐ اللہ کی رنگیں بہاروں میں — ہیں شمشادِ مروّت دلکشا عثمانؓ ذوالنّورین

نہیں فردِ عمل میں جس کی ہرگز کوئی کوتاہی — ہیں وہ معصوم و مطلق بیخطا عثمانؓ ذوالنّورین

ہیں پھُوٹے جس سے چشمے رات دن رشد و ہدایت کے — زہے! روشن جبین مہ لقا عثمانؓ ذوالنّورین

معاذ اللہ! کیسے ظلم ڈھائے فتنہ زاؤں نے — ہوئے جن سے کہ آتش زیرپا عثمانؓ ذوالنّورین

ستم گاروں نے روکا آپ تک پانی پہنچنا بھی — ہوئے تختہ ستم کی مشق کا عثمانؓ ذوالنّورین

بہا خونِ جسد ماریں سلاخیں جب لعینوں نے — رہے تھے پڑھ کلام اللہ کا عثمانؓ ذوالنّورین

زمیں لرزی فلک کانپا فرشتوں میں مچا غوغا — ہوئے جب خون آلودہ قبا عثمانؓ ذوالنّورین

رہی دو رُوز دہشت گردیوں میں قبر سے محروم — بخوں غلطیدہ نعشِ باصفا عثمانؓ ذوالنّورین

بہ مشکل تیسری شب کچھ اکابرؔ کی دلیری سے — گئے دفنائے اعظم پیشوا عثمانؓ ذوالنّورین

معاذ اللہ! وہ آشوبیاں! وہ فاجعہ منظر — ہوئے مظلوم سرتاپا ضیا عثمانؓ ذوالنّورین

نہیں ہرگز مثال اس نوع کی تاریخی دفتر میں — ہوئے راہِ خدا جیسے فدا عثمانؓ ذوالنّورین

ہیں کرتے دل کی آنکھیں نم بہ نم جس خون کے چھینٹے — عزیز دا ہے وہ خُون بیخطا عثمانؓ ذوالنّورین

چلے آندھی گرے بجلی فلک رویا کرے دائم — ہوئے راہی بہ فردوسِ عُلا عثمانؓ ذوالنّورین

ملیں گے حشر کے میداں میں ہم کو فیض پہنچاتے — بفضل اللہ سرتاپا ضیا عثمانؓ ذوالنّورین

بس اب بیچینؔ خادم اور سب حضارِ مجلس سے
سلامی ہے معظم پیشوا! عثمانؓ ذوالنّورین

بیچینؔ رجپوری (بدایونی)

ماہنامہ حق چار یار رض لاہور — معاصرین کی نظر میں

ماہنامہ "حق چار یار رض" لاہور کے بارے میں معاصرین نے "تعارف و تبصرہ" کے کالموں میں جو کچھ لکھا ہے اس کا ایک انتخاب معاصرین کے دلی شکریہ کے ساتھ قارئین کرام کی دلچسپی کے لیے ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

شبیر احمد میواتی

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

تبصرہ نگار: سید احمد حسین زید، مدیر ترجمان اسلام۔

اہلسنّت کے لبادہ میں بہت سے ایسے گروہ بھی در آئے ہیں جن کا مشن اہلسنّت کو ان کی اصل منزل اور شناخت سے محروم کرنا ہے۔ تحریک خدام اہلسنّت پاکستان کے امیر اور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا حسین احمد مدنی رح کے خلیفۂ مجاز پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین دامت برکاتہم ایک عرصہ سے اہلسنّت کو ایسے سازشیوں سے بچائے ہوئے ہیں اور انہیں بے نقاب کر کے حق گوئی کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ ماہنامہ "حق چار یار رض" حضرت قاضی صاحب کے اسی مشن میں ترویج و فروغ کا ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ انہوں نے اہلسنّت عوام کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ یوں تو اہلسنّت کے ترجمان تو بہت سے کہلاتے ہیں مگر وہ اہلسنّت کے نام کو استعمال کر کے کچھ اور ہی مقاصد حاصل کر رہے ہیں۔ امید ہے "حق چار یار رض" حضرت قاضی صاحب کے مشن اور مقاصد کے مطابق اہلسنّت کی صحیح طرح راہنمائی کرے گا اور اہلسنّت کو "مفاد پرستوں سے بھی نجات دلائے گا۔

زیر نظر شماروں میں حضرت قاضی صاحب کے فکر انگیز اداریوں کے علاوہ منظومات اور مضامین کے لحاظ سے اہلسنّت کے مقاصد اور پروگرام کے صحیح آئینہ دار ہیں جن میں تفسیرِ قرآنی

کے علاوہ صحابۂ کرام رضؓ کے مقام اور منصب پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے ۔ منظومات میں بھی مدح صحابہؓ سب سے نمایاں ہے ۔ دُعا ہے کہ ظلمت کے اس اندھیرے میں "حق چار یارؓ" کو اللہ تعالےٰ چاریاروں (رضی اللہ عنہم اجمعین) کا صحیح مدح سرا اور مقاصد کا آئینہ دار بنائے رکھے ۔ آمین ۔

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور ، ۱۴ (و) ۲۱ اپریل ۸۹ء

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

یہ خوبصورت دیدہ زیب ماہنامہ ابھی چند ماہ قبل لاہور سے مطلعِ صحافت پر پوری تابانی کے ساتھ جلوہ گر ہو رہا ہے جو تحریک خدّام اہلسنّت پاکستان کا ترجمان ہے اور جسے پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفۂ مجاز شیخ العرب والعجم مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کی سرپرستی حاصل ہے ۔ اداریہ بھی حضرت قاضی صاحب مدظلہٗ کے لکھے ہوئے ہیں جن میں حضرت نے مختلف موضوعات پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے ۔ پہلے شمارہ میں رسالہ کے عزائم اور پروگرام پر روشنی ڈالی ہے ۔

جیسا کہ رسالہ کے نام سے ظاہر ہے یہ مبارک رسالہ دفاع صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا علَم لے کر نکلا ہے مختلف فرقوں ، طبقوں ، جماعتوں اور نام نہاد مذہبی سکالروں کی طرف سے صحابہ کرامؓ خصوصاً حضرات خلفاء راشدین پر جو زبان طعن درازکی جارہی ہے ان کا دلائل و براہین سے رد کرنا اس رسالہ کے فرائض میں شامل ہے ۔

اس رسالہ کا مطلع صحافت پر نمودار ہونا دینی صحافت میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے ۔ ہمیں امید ہے کہ یہ رسالہ جس کا نام بھی مُبارک اور کام بھی مُبارک ہے اس عظیم محاذ پر جرأت کے ساتھ سرگرمِ عمل رہے گا ۔ تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس رسالہ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت میں بھرپور حصہ لیں ۔ (ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ۲۵ ذیقعدہ تا ۲ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ)

ہفت روزہ چٹان لاہور

تبصرہ نگار : زاھد بلند شہری ایڈیٹر انچارج 'چٹان'

زیرِ نظر پہلی جلد کا شمارہ نمبر ۳ ہے ۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ خلفاء راشدینؓ کے علمی اور

قلمی دفاع کے لیے قائم کی گئی تنظیم تحریک خدام اہلسنت والجماعت کا ترجمان ہے اور زیادہ تر مضامین بھی عظمت صحابہ رض کے حوالے سے ہیں۔ علمی اور تحقیقی اعتبار سے مضامین کے انتخاب میں بڑی احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ بعض مضامین مستند کتب سے اخذ کیے گئے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ماہنامہ جریدوں میں موضوع کے اعتبار سے نئی تحقیقات کو منظرِ عام پر لایا جائے۔

تزئین و آرائش مذہبی پرچوں کی طرح ہے۔ کتابت و طباعت کا معیار بہت بہتر ہے۔ مجموعی طور پر معیاری مذہبی رسالوں میں رکھے جانے کے قابل ہے اور علمیت بھی خاطر خواہ پائی جاتی ہے۔ لیکن اداریے کی طوالت' اداریہ ہونے کے ناطے طبیعت پر گراں گزرتی ہے۔ مختصر اور جامع اداریہ ہی جریدوں کی جان ہوتا ہے۔ اس شمارے میں رمضان المبارک کو موضوع بنایا گیا ہے۔ موضوع بہت اچھا ہے لیکن اس قسم کے موضوعات پر مضامین ہی آنے چاہئیں۔ اداریے میں جریدے کی پالیسی کے مطابق تازہ ترین مسئلے یا کسی منسلکہ مسئلے پر اپنے مؤقف کو بیان کرنا چاہیئے۔ بہرحال ہم امید کرتے ہیں کہ پرچے کی انتظامیہ اس طرف توجہ دے گی۔

ہفت روزہ چٹان لاہور ۱۷ مئی ۱۹۸۹ء

ماہنامہ **النصیحہ** چارسدہ (پشاور) تبصرہ نگار: مولانا غلام محمد صادق مدیر "النصیحہ"

ملک میں گندے لٹریچر کے ذریعہ گندگی پھیلائی جا رہی ہے اور بدباطن منافقین و زائفین اور اسلام دشمن لوگ اپنے غلط اور فاسد خیالات و عقائد کے پرچار کے لیے شب و روز مصروف ہیں۔ اسلامی غیرت و حمیّت کا تقاضا ہے کہ اہلِ حق ان جیسے لوگوں کا مقابلہ قلم و قرطاس کے ذریعے کریں اور اس میدان میں ان کو شکستِ فاش سے دوچار کریں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اہلِ حق اس اہم فریضہ سے غافل نہیں اور ملک میں علمی، ادبی، دینی اور اصلاحی جرائد و رسائل ہفت روزے اور ماہنامے خاصی تعداد میں شائع کر رہے ہیں جن کے علوم و معارف سے شائقین حضرات مستفید ہو رہے ہیں۔ تاہم ایک ایسے مجلہ کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو خصوصی طور پر رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت یافتہ جماعت "صحابہ کرام رض" کی شرعی عظمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدین کے

کے موعود خلافتِ راشدہ کی عقیدے کی تبلیغ اور نصرت کا اہم فریضہ سرانجام دے۔ ماہنامہ حق چاریارؓ
اسی عظیم مقصد کے پیشِ نظر جاری کیا گیا ہے۔ رسالہ تمام خوبیوں سے مزیّن ہے۔ اعلیٰ کاغذ
بہترین کتابت، دیدہ زیب ٹائٹل اور معیاری مضامین پر مشتمل یہ رسالہ یقیناً دادِ تحسین کے قابل
ہے۔ رسالہ کی سرپرستی ملک کی عظیم مسلّمہ شخصیّت پیرِ طریقت، وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی
مظہر حسین صاحب مدظلہ، خلیفۂ اجل حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں جو رسالہ کی معیاریت
کے لیے کافی ہے۔ تمام طبقۂ خیال لوگوں سے ہماری درخواست ہے کہ اس رسالہ کی حوصلہ افزائی
کریں، خود بھی خریدار بن جائیں اور دوسروں کو بھی خریدار بنائیے۔

ماہنامہ النصیحۃ چارسدہ (پشاور) شوال ۱۴۰۹ھ

ماہنامہ **سوغات** (بلوچی) کراچی — تبصرہ نگار: مولانا محمد عثمان الوری، مدیر سوغات

اس وقت پاکستان میں کافی تعداد میں اسلامی، علمی، ادبی رسائل و جرائد شائع ہو رہے ہیں
ان میں اکثر دینی مدارس اور دینی تنظیموں سے متعلق ہیں۔ زیرِ نظر رسالہ حق چاریارؓ بھی ملک کی
مشہور اور معروف دینی تنظیم تحریک خدام اہلسنّت والجماعت کا ترجمان اور ملک میں خلافتِ
راشدہ کے نظام کا داعی پرچہ ہے جو ترجمان اہلسنّت وکیل صحابہ حضرت اقدس مجاہد ملّت مولانا
الحاج قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی خلیفۂ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی
قدس سرّہٗ امیر تحریک خدام اہلسنّت والجماعۃ کی زیرِ نگرانی حال ہی میں جاری ہوا ہے۔ اس کے
پہلے دو شمارے ہمارے سامنے ہیں۔ پرچہ ہر لحاظ سے اعلیٰ، عمدہ، خوشنما اور دیدہ زیب ہے۔
مضامین اعلیٰ معیاری ہیں اور ظاہری و باطنی طور پر لکھائی، چھپائی اور رنگین ٹائٹل کی وجہ سے مزید
خوشنما اور بہت ہی پرکشش ہے۔ اس کا مقصد مسلمانوں میں دینی شعور اور روشنی فکر کی بیداری پیدا کرنا
ہے۔ مسلمانوں میں باہمی محبت اور اخوتِ اسلامی و اتحاد پیدا کرنا ہے۔ ادارۂ سوغات کے
تمام کارکن اس رسالے کے اجراء پر حضرت اقدس قاضی صاحب دام فیوضہم اور ان کے جملہ
کارکنوں کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ اس دینی و تنظیمی پرچے کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اس کے
علاوہ تمام مسلمانوں سے اس کی خریداری کی پرزور اپیل کرتے ہیں۔ آخر میں بارگاہِ رب العزت

میں دعاگو ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس کو نافع عام بنائے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔

ماہنامہ سوغات (بلوچی) کراچی ماہ شوال المکرم ۱۴۰۹ھ

ماہنامہ الحسنات لاہور تبصرہ نگار: طالب ہاشمی

یہ ماہنامہ فروری ۸۹ء سے شائع ہونا شروع ہوا ہے اور اسے مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر تحریک خدام اہلسنت پاکستان کی سرپرستی حاصل ہے۔ اس وقت اس کا پہلا اور دوسرا شمارہ ہمارے پیشِ نظر ہے۔ ہر شمارے کی ضخامت ۴۸ صفحات ہے اور کاغذ، کتابت و طباعت نہایت اعلیٰ ہے۔ پرچے کے سرورق پر اس کو تحریک خدام اہلسنت کا ترجمان اور نظام خلافتِ راشدہ کا داعی بتایا گیا ہے۔ دونوں پرچے نہایت بلند پایہ تحقیقی مضامین پر مشتمل ہیں جو ہر لحاظ سے قابلِ مطالعہ ہیں۔ اس وقت جبکہ وطن عزیز میں مادر پدر آزاد اور گمراہ کن نظریات کے حامل پرچوں کی بھرمار ہے، اس قسم کے دینی اور علمی پرچوں کا اجراء ایک نیک فال ہے۔ تحفظِ ناموسِ صحابہؓ کے لیے تو اس قسم کے پرچے روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہماری دُعا ہے کہ یہ پرچہ پھلے پھُولے اور ہمیشہ جادۂ حق پر گامزن رہے اور تمام اہل سُنت والجماعت کو ایک مرکزِ اتحاد پر جمع کرنے کا ذریعہ ثابت ہو۔ ماہنامہ الحسنات لاہور شوال ۱۴۰۹ھ

ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور تبصرہ نگار: علیم ناصری مدیر "الاعتصام"

زیر نظر مجلّہ فروری ۸۹ء میں جاری ہُوا ہے جس کی پیشانی پر اس کے مقاصد اس طرح تحریر ہیں:

"تحریک خدام اہلسنت والجماعت نظامِ خلافتِ راشدہ کا داعی۔"

پہلا شمارہ —— جس میں قرآن کے تفسیری مضامین، فضائلِ اصحاب ثلٰثہ اور منقبت خلفائے راشدین کے ساتھ حمد و نعت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ یوں تو دینی محاذ پر رسائل و جرائد کی کمی نہیں مگر زیرِ نظر مجلہ خالص صحابۂ کرامؓ کی عظمت و شان کی اشاعت اور ان کے مقام کے تحفظ کے نقطۂ نظر سے منظرِ عام پر آیا ہے۔ ہم اس کی ہمہ کامیابی کے لیے دعاگو ہیں۔

ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۳ شوال ۱۴۰۹ھ

مدح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

ہو رب کی بیکراں رحمت ہدایت کے ستاروں پر
وہ خوش قسمت ہوئے قرباں جو آقا کے اشاروں پر

وہ اصحاب پاک رض جن پر ہر گھڑی رحمت برستی ہے
فلک کی آنکھ اب دیدار کو جن کے ترستی ہے

رقم کرتی ہے تاریخ ان کے روشن کارناموں کو
سلام انسانیت کرتی ہے حق کے پاسبانوں کو

یہ دھرتی شاہد عادل ہے واللہ ان کے ایماں پر
وفاؤ عشق پر اخلاص پر احسان و ایقاں پر

فلک صد آفریں کہتا ہے دیں کے شاہپاروں کو
نبی ؐ کے رازداروں کو نبی ؐ کے جاں نثاروں کو

عظیم الشان تھے دنیا میں پرچم حق کا لہرایا
بشارت مل گئی جنت کی یوں رحمت کو جوش آیا

تھی ہیبت قیصر و کسریٰ پہ ان کے نام سے طاری
پیام ان کا ملا تو خشک دریا ہو گئے جاری

صحابہ رض کی جماعت ساری دنیا سے نرالی تھی
خدائے پاک کے ہر حکم پر مر مٹنے والی تھی

قرآن و سنت کا خزانہ ان کی برکت سے
بہار آئی نبوت کے چمن میں ان کی حرکت سے

ملا ان کو خدائے لم یزل سے تمغۂ رضواں
انہیں انسانیت کی جاں سمجھتا ہے ہر اک انساں

مگر دنیا میں رہتے ہیں کچھ ایسے سرپھرے پاگل
شرارت اور فتنہ سے بھری رکھتے ہیں جو چھاگل

کبھی بکتے ہیں ظالم حضرت صدیق اکبر رض کو
کبھی دیتے ہیں وہ گالی عمر رض داماد حیدر رض کو

کبھی عثمان رض ذوالنورین پر وہ لعن کرتے ہیں
کبھی حضرت امیر شام رض پر وہ طعن کرتے ہیں

نواصب[1] مرتضیٰ رض سے بغض کا اظہار کرتے ہیں
حسین رض و حسن رض کی عظمت کا وہ انکار کرتے ہیں

ہر اک مومن کے دل میں ہے نہایت احترام ان کا
یہ فرمانِ نبوت ہے یہی پیغام ہے ان کا

انہیں کہدو نبی ؐ پاک کے زندہ ہیں دیوانے
ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں اپنی جاں یہ پروانے

صحابہ رض کی محبت میں جو قرباں جان کر دیں گے
مریں گے اس طرح کہ موت پر احسان کر دیں گے

جسے بھی ان سے الفت ہے اسی پر ظلِ رحمت ہے
صحابہ رض کا جو دشمن ہے خدا کی اس پہ لعنت ہے

تو اصحابِ نبی ؐ کا بن حسینی دل سے پروانہ
کہیں دیوانہ کہہ کر اہلِ دنیا یا کہ فرزانہ

(قاری) قیام الدین الحسینی پنڈدادنخان

[1] خارجی گروہ

حق چار یارؓ

صاحبانِؓ صدق و الیف و صفا — چار یارانِ محمدؐ مصطفیٰؐ

جادۂ دینِ متیں پہ شہسوارؓ — صد حضوری ہمدِگر تھے سازگار

واہ! چاروںؓ یکدل و جان و جگر — مصطفیٰؐ کی صحبتوں کے بہرہ ور!

قصرِ دینِ حق کے یہ محکم عمودؓ — مطلقاً تھے پاک از حرص و حقود

اللہ اللہ! ان کا دینی اشتغال — واہ! چاروںؓ نیّرانِ لازوال

جھوٹی تاویلوں سے ان کے درمیاں — بغض ثابت کرنے والے سرگراں

وادریغا! فتنۂ ابن سبا — آشکارا ہے بہ شدت جابجا

رافضی و خارجی و قادیان — بہرِ نفسِ خود ہیں حق سے منکران

خونِ دل سے اب ہمارا ہے وضو! — توڑ دیں رندوں کا ہر جام و سبو

ہم زبہرِ دینِ حق ہیں شاغلین — لا یضیع اللہ اجر العاملین

ہیں اُگے جو کفر اور بدعت کے جھاڑ — ہے ہمارا فرض انہیں دینا اکھاڑ

"لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی" — یا وہ ہو سعاۃ اک مجموع کا!

جان و دل سے کھیل کر ہر اک محاذ — مدعا دستورِ دیں کا ہے نفاذ

ہم ہیں اے بیچینؔ! سوئے حق منیب — ہے ہمیں "نَصْرٌ مِّنَ اللہِ قَرِیْبٌ"

اے خدا اے ربِّ عالم کردگار — تیری رحمت کا ہے دریا بے کنار

اپنی رحمت سے بہ دفعِ شور و شر

رحمت فرما ہمیں فتح و ظفر

بیچینؔ رجپوری (بدایونی)